SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, May 22, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty three minutes past ten in the morning with Mr. Deputy Chairman (Mir Humayun Khan Marri) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومن احسن قولاً ممّن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وّ قال اننی من المسلمینO

ترجمہ: اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہوسکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین - جزاک اللہ سید محمد جواد ہادی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی- پوائنٹ آف آرڈر۔

راجہ محمد ظفر الحق -جب اجلاس شروع ہوتا ہے تو اس وقت ڈاکٹر صفدر عباسی کوئی نہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر اٹھا دیتے ہیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی- پوائنٹ آف آرڈر ، جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ راجہ ظفر الحق صاحب اپنے وزیروں کی کب تک protection کرتے رہیں گے۔ یہ مسلسل ان کو protect کر

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, May 22, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty three minutes past ten in the morning with Mr. Deputy Chairman (Mir Humayun Khan Marri) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً و قال اننی من المسلمینO

ترجمہ: اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہوسکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جزاک اللہ سید محمد جواد ہادی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔جب اجلاس شروع ہوتا ہے تو اس وقت ڈاکٹر صفدر عباسی کوئی نہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر اٹھا دیتے ہیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ پوائنٹ آف آرڈر ، جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ راجہ ظفر الحق صاحب اپنے وزیروں کی کب تک protection کرتے رہیں گے۔ یہ مسلسل ان کو protect کر

رہے ہیں لیکن اس کے باوجود وزراء ' ان کی protection کو بھی ignore کرتے ہوئے ' اس ہاؤس کے ممبران کے استحقاق کا کوئی خیال رکھے بغیر مسلسل اس قسم کی حرکات کر رہے ہیں۔ میری عرض ہے کہ آج احتجاجاً کم ازکم پندرہ منٹ تک اس ہاؤس کو adjourn کر دیں۔

جناب جمیل الدین عالی۔ جناب والا! آپ تو بہت پرانے ممبر ہیں۔ میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وقت پر نہ آنے والوں میں صرف وزراء ہی شامل نہیں ہیں' دیگر ممبران بھی شامل ہیں ۔اجلاس کے شروع ہونے کا جو وقت دیا جاتا ہے اس پر بہت کم آپ کا اجلاس شروع ہوتا ہے اور انگریزی کا ایک مقولہ ہے کہ وقت کی پابندی بعض اوقات شدید تنہائی میں مبتلا کر دیتی ہے۔ میں اور آپ کے ایک دو اراکین جب وقت پر آتے ہیں تو ہم بڑی شدید تنہائی میں مبتلا رہتے ہیں ۔ اس کا بھی کوئی علاج ہونا چاہئیے۔ یہاں ممبران اور بڑے بڑے لوگ پندرہ پندرہ' بیس بیس منٹ لیٹ ہاؤس میں آتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ سینٹ سیکرٹریٹ کے عملہ اور اس بلڈنگ کی maintenance پر کتنا خرچ ہوتا ہے اور ہماری تنخواہوں پر' آپ کے اخراجات پر کتنی رقم خرچ ہو رہی ہے ۔ اس لئے براہ کرم ان کو بتائیے کہ آپ اتنی رقم ان لوگوں کے غم میں خرچ کر رہے ہیں جن کے نام پر آپ یہاں تشریف لاتے ہیں۔ میری آپ سے صرف اتنی گزارش ہے ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب والا! میری تجویز ہے کہ ہم پہلے بھی چیئرمین صاحب سے کہتے رہے ہیں وہ جو وقت اجلاس کا announce کریں' اس کے مطابق وہ ہاؤس میں آ جایا کریں ۔ دس بجے کا وقت ہو تو دس بجے وقفہ سوالات شروع کر دیا جائے' اجلاس کی کارروائی شروع کر دی جائے ۔ کوئی آتا ہے یا نہیں آتا ۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ میں بالکل جمیل الدین عالی کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ مقررہ وقت پر آجایا کریں یا چیئرمین صاحب آ جایا کریں ۔ ہم اجلاس کی کارروائی شروع کر دیا کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بالکل ٹھیک ہے ۔ سید محمد جواد ہادی صاحب۔

جناب سرانجام خان ۔ جناب والا! میری بھی گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ سر انجام خان صاحب۔

جناب سر انجام خان۔ میری گزارش ہے کہ سارے سوالات پر ضمنی سوالات نہیں

ہو سکتے ہیں ۔ ہوتا یہ ہے کہ کچھ سوالات پر ضمنی سوالات ہو جاتے ہیں اور باقی سوالات پر ضمنی سوالات نہیں ہوسکتے ہیں ' وہ left ہو جاتے ہیں ۔ اس کے لئے یہ ہو سکتا ہے کہ آپ ایک سوال کے لئے ایک وقت مقرر کرلیں اور اس پر بہت زیادہ ضمنی سوالات نہ کئے جائیں یا پھر سوال اجلاس میں تھوڑے لائے جائیں تاکہ جو سوال ہم لوگوں نے کئے ہوتے ہیں ' ان پر ضمنی سوال کر سکیں ۔ ہوتا یہ ہے کہ سوالات کے جوابات پر ضمنی سوالات کرنے پڑتے ہیں کیونکہ جواب ایسے آتے ہیں ۔ اب جس نے سوال کیا ہے ' اس کو ضمنی سوالات کرنے کے لئے دوچار منٹ ملنے چاہیئں۔ اگر اس پر دیگر اراکین بھی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو ان کی تعداد مقرر ہونی چاہیئے۔ کل کے ہمارے جو سوالات تھے ' وہ lapse ہو گئے ہیں یا پتہ نہیں ان کا کیا بنا ہے ۔ اب پتہ نہیں ہے کہ وہ کب آئیں گے یا ہمیں دوبارہ ان کو بھیجنا پڑے گا ۔ اس لئے طریقہ یہ ہونا چاہیئے کہ اس پر کوئی ضابطہ واضح ہونا چاہیئے۔ سوالات کے ذریعہ بہت اہم مسائل کو یہاں لایا جاتا ہے۔ اب میرا کل ایک سوال power generation کا تھا' اس کا جواب آیا تھا' تاہم میں آپ سے with apology عرض کرنا چاہتا ہوں 'اس کی کانٹ چھانٹ کر دی گئی اور اصل سوالات کے بارے میں کہا گیا کہ یہ under rules نہیں آ سکتے۔ میرے سوال کی جو آخری تین جزیات تھیں ' ان کا جواب آ گیا ہے' اب ان سے ہمیں کوئی سمجھ نہیں آتی ہے ۔ایک ایسا طریقہ ہونا چاہیئے کہ سب پر ضمنی سوالات ہوسکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ آپ کو علم ہے کہ وقفہ سوالات کے لئے ایک گھنٹہ مقرر ہے ۔ اور ہر ایک سوال پر تین ضمنی سوالات کرنے کی اجازت ہے ۔لیکن آپ کی طرف سے پانچ پانچ ' چھ چھ ضمنی سوالات کئے جاتے ہیں اور ہم آپ کو ان پر پانچ پانچ ' چھ چھ ضمنی سوالات کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں تاہم پھر بھی ہمارے ممبر صاحبان ناراض ہوتے ہیں کہ ہمیں بولنے نہیں دیا جاتا ۔

جناب سرانجام خان ۔ جناب والا! میرے کہنے کا بھی مطلب یہ تھا کہ کوئی طریقہ کار طے ہونا چاہیئے ۔

جناب خدائے نور۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس بات کا تعین ہو جانا چاہیئے کہ تین یا چار سے زیادہ ضمنی سوالات نہیں ہونے چاہئیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ تین ہی ضمنی سوالات کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ لیکن اس پر عمل درآمد کرنا بھی آپ لوگوں کا ہی کام ہے۔

جناب خدائے نور۔ آج پھر اس بات کو طے کر لیں کہ تین سے زیادہ ضمنی سوالات کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے ۔

جناب سرانجام خان۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ ایسا کیا جا سکتا ہے کہ question hour کا وقت بڑھا دیا جائے اور اس میں یہ بھی restriction ہو ، کسی بھی سوال کے بارے میں دو یا تین ضمنی سوالات ہی پوچھے جا سکیں ، یا زیادہ سے زیادہ چار پوچھے جا سکیں اور جس کا سوال ہو ، اس کو زیادہ وقت ملنا چاہیئے ۔

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ سید جواد ہادی صاحب ۔ سوال نمبر145۔

145. *Syed Muhammad Jawad Hadi: Will the Minister for Kashmir Affairs and Northern Affairs and states and Frontier Regions be pleased to state:

(a) whether it is a fact a Survey was conducted for fish farming scheme at Tapu Kali Mir Bakhel Kurram Agency during April, 1995; and

(b) whether it is also a fact that the said place was declared appropriate and a statement was also prepared in this regard, if so the time by which the work will be started on the scheme?

Mr. Gohar Ayub Khan: (a) Yes. Various sites we were surveyed in Kurram and Orakazai Agencies including one at Tapu Kali Mir Bakhel Kurram Agency.

(b) The site was physically surveyed. The water available at the site was found hygienically un-fit for fish farming due to which the site was not recommended.

جناب ڈپٹی چیئرمین : کوئی ضمنی سوال نہیں۔

سید محمد جواد ہادی ۔ جناب والا! میرا یہ سوال فاٹا اور خاص طور پر کرم ایجنسی میں ماہی پروری کے متعلق تھا۔ اس سلسلے میں میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ میرے سوال کا جواب آیا ہے کہ ہاں! فاٹا کے مختلف علاقوں میں ماہی پروری کے سلسلے میں کارروائی کی گئی تھی ، جس سکیم کے بارے میں، میں نے پوچھا ہے، اس کے بارے میں وہاں سے جو رپورٹ آئی اس میں یہ کہا گیا ہے کہ Site کا عملی طور پر سروے کر دیا گیا ہے۔ سائٹ پر دستیاب ہونے والا پانی fish farming کے لئے حفظان صحت کے لحاظ سے موزوں نہیں ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو جواب دیا گیا ہے میں اس سے مطمئن نہیں ہوں ۔اس لئے کہ جو سروے کیا گیا تھا اس میں اسے feasible قرار دیا گیا تھا ۔ اس کا estimate بھی لگایا گیا تھا لیکن ہماری بدقسمتی سے یہاں اسلام آباد سے ایک آفیسر سیاسی بنیادوں پر وہاں ڈیپوٹیشن پر گیا۔اس صاحب کی دلچسپی کسی اور جگہ پر تھی۔اس نے اس سکیم کو خود آگے نہیں کیا اور اس کو رکوایا کیونکہ اس کا معاملہ کہیں اور ہوا تھا۔وہ چاہتا تھا کہ یہ سکیم کسی اور جگہ شفٹ ہو جائے۔ کیونکہ اس میں اس کا اپنا ذاتی مفاد اور دلچسپی تھی۔میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کیا وہ ذاتی دلچسپی لے کر اس کا ازسرنو جائزہ لیں گے اور نیا سروے کرائیں گے اور اگر یہ غلط ثابت ہوا تو اس قسم کے آفیسر جو اپنی ذاتی دلچسپی کی بنا پر اس قسم کی کارروائی کرتے ہیں ۔ اس کا راستہ روکیں گے اور ان کو متنبہ کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ منسٹر concerned

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب والا، صوبہ سرحد حکومت نے ، یہ محکمہ fishries نے ۱۹۹۲ء میں کرم اور اورک زئی ایجنسی میں ڈویلپمنٹ اینڈ فشریز ان فاٹا کا منصوبہ تیار کیا تھا اور اس کی estimated cost Rs. 5.260 million تھی۔جب اس کے اوپر ابتدائی کام مکمل ہو گیاتو سکیم کو revise کیا گیا اور اس مقصد کے لئے fishries department نے ایک سروے conduct کیا اور ایک سکیم جس کا نام Women first income generating pilot trout farmings project in FATA کے نام سے یہ پراجیکٹ initiate ہوا اور revised سکیم کا estimate 16.720 million تھا اور اس کی financing Ministry of Youth Affairs and Women's Development نے کی۔

اس revised سکیم کے تحت مختلف sites کو دیکھا گیا اور فیصلہ یہ ہوا کہ یہاں پر trout farming کے لئے پانی زہریلا ہے ۔اگر سینٹر محترم کے پاس کوئی اس قسم کی انفارمیشن ہے ۔جو کہ ظاہر کرتی ہو کہ fishries محکمے کے کسی اہلکار نے رپورٹ غلط کی ہے 'تو اس کو ہم ضرور دیکھ لیں گے لیکن فشریز کا محکمہ صوبہ سرحد کی حکومت کے ماتحت ہے ۔البتہ ہم صوبہ سرحد حکومت کو اپنی recommendations بھیجوا دیں گے کہ اس کی انکوائری کی جائے۔اگر اس میں کوئی motivated element رہا ہے ۔

سید محمد جواد ہادی۔جناب چیئرمین صاحب ! میں نے عرض کیا کہ سروے کے بعد اس کو feasible قرار دیا تھا اور اس کے لئے estimate بھی لگایا گیا تھا۔لیکن خود ڈائریکٹر صاحب نے اس کیس کو روکا ۔ اس کیس کو آگے نہیں بڑھایا ۔جب سروے کے بعد اس کو feasible قرار دیا تھا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں کا جو پانی ہے وہ حفظان صحت کے لئے موزوں نہیں ہے' یہ غلط ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ وہ تحقیقات کرائیں اگر آفیسرز اپنے مفادات کے لئے ایسی کارروائی کرتے ہیں تو ان کا راستہ روکا جائے۔

سیدہ عابدہ حسین۔ میں نے عرض کیا ہے کہ اس کاسروے conduct ہوا تھا۔جو ریکارڈ بتاتا ہے وہ یہ ہے کہ Women first income generating pilot trout farming project in FATA کے لئے 16.70 million dollars مختص ہوا تھا لیکن اس کے بعد پھر جہاں تک project sites اور location کا تعلق ہے وہ تتی علی میر بخیل کرم ایجنسی میں سائٹ دیکھی گئی تھی اور Sites بھی دیکھی گئیں تھیں اور رپورٹ میں کہا گیا کہ یہاں پہ پانی صحیح نہیں ہے۔ سینیٹر موصوف ہمیں اس کے بارے میں تفصیلی اطلاعات فراہم کر دیں ۔تو ہم دوبارہ اس کے اوپر انکوائری کروا دیں گے۔

Qazi Muhammad Anwar: Orakzai Agency has the best hygenic water , the water which has been selected for mineral. This is the water which is being watered and she says that this is not fit for the fish. The water which is being provided to the human beings now and most of the companies are watering that water. In the Kurram Agency and the other agencies, that is the best water,

best hygenic water, the spring water.

Syeda Abida Hussain: Mr. Chairman, I have made no comment on the quality of the water in any personal sense. This is purely what the record shows, now if the honourable Senators have evidence to the contrary, we would be happy to receive it and we would have initiated a process of investigation as to why this water was declared as unhygenic. Mr. Chairman, I have no comment to make on the quality of the water. This is purely what the record shows, now if the honourable Senators have evidence to the contrary, we would be happy to receive it and we would initiate a process of investigation as to why this water was declared as unhygenic, have they re-examined and if the information was incorrect and if there was a motivated element behind it, we would surely be willing to reconsider the entire scheme.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ منسٹر صاحبہ یہی کہہ رہی ہیں کہ وہاں پر جو ریکارڈ میں ہے انہوں نے یہ bottle neck شروع کی ہے وہاں پر ۔ اگر ایسی چیز آپ کے سامنے ہے تو ہمیں آپ بتائیں وہ اس پر prompt action لیں گے ۔ تو آپ ان کو بتائیں تاکہ اس پر ایکشن لے سکیں ۔ جی سرانجام خان ۔

جناب سرانجام خان ۔ جناب یہ جو trout fish ہے وہ دیر یا چترال اور سوات میں hatcheries بنی ہوئی ہیں اور طریقہ یہ تھا کہ hatcheries سے ہر سال ایک لاکھ بچے جو ہیں وہ دریا میں چھوڑے جاتے تھے ۔ لیکن اسے بدقسمتی کہیے یا خوش قسمتی کہیے وہاں private hatcheries introduce کرائی گئیں اور گورنمنٹ کی hatcheries سے ان کو دو روپے فی بچہ دیا جاتا تھا ۔ ایک لاکھ بچے جو دریائے سوات میں چھوڑے جاتے تھے وہ بغیر کسی رسید کے ان کو ایک روپیہ فی بچہ ملتا ہے۔ اور ایک روپیہ حکومت کا نقصان ہوتا ہے اور private hatcheries والوں کو ایک روپیہ بچت ہو جاتی ہے۔ تو میری یہ عرض ہے کہ اگر ان کو ensure کیا جائے کہ جب وہ ایک لاکھ بچے چھوڑیں تو اس وقت اس کے کچھ high officials جو ہیں موقع پر موجود ہوں تاکہ

وہ بچے جو ہیں جو صرف دریا کے لئے ہوتے ہیں وہ بازار میں فروخت نہ ہوں۔

Syeda Abida Hussain: Mr. Chairman, I have noted what the Senator has said and I will pass on of this down to the fisheries department in the Province of Frontier.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال وزیر موصوفہ سے یہ ہے کہ یہ مچھلی دنیا میں انتہائی لذیذ ترین خوراک کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ بلکہ اس کے ذریعے ہمارا ملک بہت زرمبادلہ کما سکتا ہے۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اس fish industry کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔ بلوچستان کے ساحل میں بے شمار قیمتی مچھلیاں ہیں۔ جن کی بیرونی دنیا میں بہت بڑی demand ہے۔ اور وہاں بڑے بڑے ٹرالرز کوریا اور جاپان کے آتے ہیں۔ اور وہ اس کی نسل کو بھی ختم کر رہے ہیں۔ جس کی کوئی روک تھام نہیں ہے۔ تو کیا اس پر توجہ فرمائیں گے کہ یہ جو فش جو ہمارے لئے بہت بڑے زرمبادلہ کا ذریعہ ہے اور لاکھوں ہزاروں ٹن ضائع ہو رہا ہے اور غیر ملکی لوگ ناجائز اور غیرقانونی طور پر انہیں پکڑ کر اپنا کاروبار کر رہے ہیں کیا اس کی روک تھام کریں گے اور fish industry کی طرف توجہ فرمائیں گے تاکہ یہ ملک کے لئے بھی خوراک کا سبب بنے اور ہم بیرونی دنیا سے زرمبادلہ بھی کما سکیں؟

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب چیئرمین! یہ بالکل درست بات ہے کہ پاکستان فشریز میں بہت بہتری اور development کی گنجائش ہے۔ صوبہ بلوچستان کی coast line پر بھی اور inland fisheries کے حوالے سے بھی اگر سینیٹر موصوف کے پاس کوئی خاص ان کے ذہن میں منصوبہ ہے ہم اسے receive کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ اس کے اوپر سٹڈی کروانے کے لئے بھی تیار ہیں۔ اور ایسے proposals بہت سے آئے بھی ہوئے ہیں اور زیر غور بھی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی اگلا سوال نمبر146۔ اکرم ذکی صاحب۔

146. *Mr. M. Akram Zaki: Will the Minister for Information and Media Development be pleased to state:

(a) whether it is a fact that millions of rupees were incurred by PTV,

on World Cup Cultural Programmes in 1996 if so the details of the expenditure incurred on these programmes;

(b) whether it is also a fact that son of former MD PTV was appointed as National Coordinator for World Cup Cultural Committee if so the details of his qualifications and terms and conditions of his appointment; and

(c) whether he was authorised to sign contract on behalf of the World Cup Clultural Committee, if so the value of the contracts signed by him separately?

Mr. Mushahid Hussain: (a) The details of income and expenditure incurred on World Cup Cultural Programmes are given in the Apendix-II of the Audit report attached at Annexdure-A.

(b) Yes. He was appointed as National Coordinator by the Sports Division, Ministry of Culture vide S.R. No. 75(KE) /95. The terms of reference/parameters were never conveyed to PTV as the activities of the World Cup Committee were outside the purview of PTVC. Mrs. Raana Shaikh as well as Mr. Nadir Shaikh were nominated by name as the Chairperson and National Coordinator of World Cup Cultural Committee by the Sports Division. As the time of these nominations Mrs Raana Shaikh was Secretary Culture and she had not joined PTVC. According to Audit report a payment of Rs.25,000/-was made to Mr. Nadir Shaikh as office rent and Rs.3350 as Fax installation chargers. Mr. Shaikh seems to have sub-let some rooms of his rented house as office accommodation in the name of camp office of the World Cup Cultural Committee. Other than that PTV has no knowledge of the remuneration concerning his appointment as National Coordinator.

(c) Since the appointment of Mr. Nadir Shaikh as National

Coordinator was done by the Sports Division, Ministry of Culture, PTV does not have any record or knowledge of the terms and reference of his powers. Photo copy of one of the agreements signed by Mr. Nadir Shaikh on behalf of World Cup Cultural Committee with M/s Rafi Peer Theatre Workshop for a value of Rs.5.558 million attached at Annexure-B.

(Annexures have been placed in the Senate Library)

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary?

Mr. Muhammad Akram Zaki: Yes sir, thank you sir. I am grateful to the honourable Minister for giving a very detailed reply of the expenditures incurred on events connected with the Wrold Cup and he has also stated very clearly that the former Managing Director of the Pakistan Television appointed her son as a co-ordinator who signed contracts on behalf of PTV. The terms and conditions, of course, have not been given the Minister's reply. It states that it is with the Sport's Division which is of course, also, under the same Minister. I hope we can get the terms and conditions of that appointment also. There are however gross irregularities that have come to notice. In the details that have been provided and with your permission Mr. Chairman, I would like to refer to just a few of these and seek further clarification on these.

First that, certain contracts were awarded at concessional rates and the advertisements were given on concessional rates, for a contract of 24 million three hundred and 57 thousand, five hundered and seventy seven, whereas, on the standard rate it would have been one hundred and twelve million, one hundred thirty eight thousand five hundred and thrity four, so there was a loss of 87 million rupees on these concessional contracts. Then the last date for these concessional

contracts of advertisment was 17th of March but some of these advertisements were continued to be projected till the 30th of June which was totally irregular and against the contract. Sir there is a detailed report that has been placed by the Honourable Minister in the Library and I hope that my colleagues can consult that report. I would like to point out that in one case, there is a talent fee paid to some of the people who appeared in the programme of Rs. 6,835,000 but the talent fee at standard rate would have been only Rs. 3,89,271. So there is an excess payment to the "talents" of 6,445,725 rupees. I don't know what was the justification for this very exceptional excess payment made to some of the talents, which were specially scouted for this occasion, like the son of the Managing Director. While carrying out the verification of the expenditure of talents, through the review of recorded event, the auditor noted that payment amounting to Rs. 2,87,800 were paid to talents who did not appear in these programmes. Signatures of those who were made payments were not obtained and Sir there are serious irregularities I would like to ask honourable minister, what action is being taken to further look into these irregularities and to punish those who are responsible for this gross wastage of public expenditure.

Mr. Mushahid Hussain: I would like to compliment the honourable member of Parliament for his meticulous commands of facts and his grasp of the financial irregularities which were committed under the previous government of Benazir Bhutto through the Managing Director Mrs. Rana Shaikh whose husband incidently was probably a former colleague of Mr. Akram Zaki in the Ministry of the foreign affairs.

نہیں جی یہ بہت بڑی دھاندلی ہوئی ہے۔ پیپلز پارٹی دور میں ایک کروڑ روپیہ اس دھاندلی کے ذریعے پی ٹی وی کا ضائع ہوا اور اس کی وجہ سے پی ٹی وی اس وقت، میں کہتا ہوں بڑے افسوس سے کہ

almost انھوں نے دیوالیہ تک پہنچا دیا اور بالکل داؤ لگانے کے طریقے سے، بڑی مشکل سے میں نے اسے نکالا اور انہوں نے ٹھیک کہا کہ میں سپورٹس منسٹر بھی ہوں لیکن پتا نہیں اس طریقے سے دھاندلی انہوں نے کی ہے کہ اس۔ کا ثبوت ہی نہیں ملتا and I must tell you the honourable leader of the opposition چوہدری اعتراز صاحب آپ کی information کے لئے کہ I have to deploy all my skills as an investigator journalist to get theinformation out پتا نہیں چھپا کر رکھی ہوئی ہے دھاندلی کی ساری انفارمیشن۔

جناب چیئرمین! ابھی کل finally مجھے پتا چلا کہ 24 دسمبر 1995 کو ایک چھوٹا سا Circular issue ہوتا ہے یہ کہتے ہیں کہ a cultural committee is formed as under اس میں نام ہے Mrs. Rana Shaikh, Chairperson اور ان کے جو بیٹے ہیں 26 سال کے مسٹر نادر شیخ نیشنل کوآرڈینیٹر that is all اور کوئی بریگیڈیئر ریٹائرڈ پرویز اختر میاں ہیں Executive Director اور ورلڈ کپ کمیٹی کی چیئر پر وہ مرد اول آصف زرداری، وہ چیئرمین World Cup Committee تھے۔ انہوں نے ایک کلچرل کمیٹی بنائی جس کی وہ چیئر پرسن تھیں رعنا شیخ، انہوں نے اس کے نیشنل کوارڈینیٹر، اپنے بیٹے کو لایا پھر انہوں نے ایسے داؤ لگایا اور جنوری 1996 میں نادر شیخ صاحب نے اور انہوں نے پیرزادہ صاحب کا theatre workshop ہے اس سے 55 lac کا contract کیا I agree with the honourable member یہ national exchequer پر ڈاکہ ڈالنے والی بات ہے اور ٹوٹل نقصان جو ہمیں ہوا۔ یہ specific آپ نے talent fee کی بات کی وہ 1/4th کے لیول پر contract وہ تو سمجھ نہیں آتی ورلڈ کپ کا اتنا Important event تھا۔ اس میں جو advertising contracts تھے۔ they were given at 1/4th the rate حالانکہ وہ زیادہ ہونے چاہیئے تھے۔ دس کروڑ کا وہاں نقصان ہو گیا۔ ٹوٹل نقصان 21 کروڑ ہے۔ we are fully investigating and جو آپ کی Federal Investigating Agency تھی اس کے لوگ ٹیلی ویژن میں پہنچے ہوئے ہیں۔

We are pursuing the case and I have been told that the reference which has already been prepared will be filed shortly.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب سید عاقل شاہ صاحب۔

سید عاقل شاہ ۔ جناب والا! میں سوال کرنے سے پہلے یہ کہنا چاہوں گا کہ رعنا شیخ صاحبہ جو ہیں ۔ ہم نے ان کا اگلے دن یہاں پر expenditure dinner کا پڑھا تو اس میں ایک جگہ یہ بتایا گیا تھا کہ ان کا ایک وقت کا lunch پاکستانی 1800 روپے کا تھا۔ انہوں نے ایک وقت کا lunch 267 پونڈ میں کیا ، معلوم نہیں کہ وہاں پر موتی کھاتی ہیں یا اشرفیاں کھاتی ہیں اور یہاں پر اتنی بڑی دھاندلی کی گئی اور اپنے بیٹے کو co-ordinator لگا دیا ۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اب تک ان کو احتساب کے سامنے کیوں نہیں پیش کیا گیا اور اس کی کیا وجہ ہے کہ اتنی delay کی گئی ہے ۔ہم لسٹیں دیکھتے ہیں ،ہم روز مرہ اخباروں میں دیکھتے ہیں ، کہیں میں نے رعنا شیخ صاحبہ کا نام نہیں پڑھا ہے ۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ اب تک ان کو accountability کے سامنے نہیں لایا گیا۔ ان کو جلد از جلد accountability کے سامنے پیش کرنا چاہیئے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی وزیر صاحب۔

جناب مشاہد حسین ۔ جناب والا! ہم چاہتے ہیں کہ یہ جو سارا procedure ہے ،قانون کے مطابق ہو ، آئین کے مطابق ہو، رولز کے مطابق ہو تو ہم نے کسی کو جلدی میں گرفتار نہیں کیا تاکہ قانون کی خلاف ورزی نہ ہو ۔ اس لئے due process of Law کے تحت پوری قانونی کارروائی کے تحت ، پورے regulations کو follow کر کے پھر ہی کارروائی ہو رہی ہے ۔ اس لئے زیادہ وقت لگ رہا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی اعتزاز احسن۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب چیئرمین صاحب ! میں فاضل مشیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سوال کے جواب میں ایک بات بالکل واضح اورمضمر ہے ۔ وہ یہ ہے کہ He was appointed as national coordinator by the Sports Division میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جس وقت رعنا شیخ صاحبہ سیکرٹری کلچر تھیں تو کون صاحب سیکرٹری سپورٹس تھے ، ان کا گریڈ کیا تھا ، کیا وہ رعنا شیخ کے ماتحت تھے ، کیونکہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا ، اور وہ آج کہاں تعینات ہیں اور اسی کے ساتھ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا جناب فاضل مشیر ان quarters کا، یہ quarterly ہوتا ہے ۔ ان quarters کا جو parallel یعنی اپریل سے جون تک ہوتا ہے، یا جنوری سے اپریل تک ہوتا ہے۔ جس سال ورلڈ کپ ہوا ہے، یہ فرما رہے ہیں کہ اشتہارات میں مناسب کمائی نہیں

ہوئی بلکہ اس کے بعد کا اپریل سے جون کا بھی اورجن quarters میں رعنا شیخ صاحبہ M.D تھیں ان کے پچھلے تین سالوں اور ان کے بعد کے سال میں انہی مدعات میں آمدنی جا سکتے ہیں کہ کتنی تھی تاکہ ہم فیصلہ کر سکیں کہ کیا یہ واقعتاً کل آمدن کم ہوئی یا بڑھی۔ پرائم ٹائم میں بھی اور non پرائم ٹائم میں بھی ، کیونکہ پرائم ٹائم ورلڈ کپ میں سمجھا جائے گا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی مشاہد صاحب ۔

Mr. Mushahid Hussain: I will answer the second part first because it is important. For this, I will request the honourable Leader of the Opposition to give a fresh notice and we will provide all the data in this regard before the Senate.

Now, the answer of first part, there is no separate Secretary of sports. Ministry of Sports, Culture Tourism and Youth Affairs is clubbed together as one whole.

Ch. Aitzaz Ahsan: This is wrong sir. Secretary Sports was a different person. Let me say he is a very honest and upright person.

Mr. Mushahid Hussain : Sir, I am telling factually and he is a lawyer and I hope he will stick to the facts. There is no separate Secretary of Sports . Ministry of Sports, Culture, Tourism and Youth Affairs is clubbed together as one whole.

Ch. Aitzaz Ahsan: Secretary Sports was a different person, he is a very honest person, he is a very upright person.

جناب مشاہد حسین - جناب میں یہ factually بتا رہا ہوں کہ میں facts پہ بات کرنا چاہتا ہوں and you as a lawyer also, I hope, will stick to the facts. The Ministry of Culture, Sports, Tourism and Youth Affairs is clubbed as one whole and I happen to be currently the Minister of both these Ministries. انفارمیشن علیحدہ ہے ، یہ دوسرا ہے۔ ان کا interest اس case میں صرف یہ document ہے which I would like to

and this has been issued by Brig. یہ issue ہوا ہے 24-12-95 کو place before the House.

(Retd.) Pervez Asghar Mian, Executive Director, World Cup Committee. بات وہیں

زرداری کے پاس پہنچتی ہے' پرنالہ وہیں گرتا ہے زرداری پر۔ مطلب لے دے کر all roads lead

to Mr. Asif Ali Zardari as far as corruption goes اور اس میں ہے۔ تو یہ جناب I would

like to place the facts ہماری گورنمنٹ believe کرتی ہے openness, transparency پر ' کوئی

ایسی چیز نہیں ہے۔ دھاندلی انہوں نے کی ہے ' ان کو تسلیم کرنا چاہیئے ' ان کو corrupt

افسروں کا defence نہیں کرنا چاہیئے۔ جو legitimate defence ہے وہ کرنا چاہیئے ' یہ چیز I

would like to place on the record of the Senate for further perusal and information

of the House.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی اعتزاز احسن صاحب۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب چیئرمین! جو میں نے ان سے پوچھا تھا اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ یہ پھر سوال گندم جواب چنا والی بات ہے ۔ میرا سوال بڑا simple تھا کہ جس روز یہ issue ہوا ہے اور یہ Sports Division نے issue کیا ہے' Culture Division نے نہیں کیا' یہ حکم نامہ Sports Division نے جاری کیا ہے' جو غلط ہے یا صحیح ہے ' جیسا بھی ہے' اس روز Sports Division کے' یہ چاہیں تو میں ان کو بتا سکتا ہوں ایک انتہائی honest, upright person جن کو آج انہوں نے فیڈرل سیکریٹری لگایا ہوا ہے اور بہت اہم وزارت کا لگایا ہوا ہے اور میں پھر کہتا ہوں کہ اچھا آدمی ہے ' ان کے تحت یہ Sports Division تھی۔ یہ سڑکوں کو تو جدھر مرضی لے جائیں یہ موٹر وے بنانے والے لوگ ہیں ' جہاں مرضی لے جائیں کہ جی آصف زرداری کی طرف جاتی ہے ' رعنا شیخ کی طرف جاتی ہے ۔ میرے سوال کا جواب نہیں آیا میں اس سوال کے جواب کا ابھی تک طالب ہوں۔ یہ معاملہ تشنہ جواب ہے کہ سیکرٹری انہی کی منسٹری سے ہیں جی and this supplementary question arises out of the main question because he says it was issued by the Sports Division. اِدھر اُدھر کی باتیں چھوڑیں یہ بتا دیں کہ اس روز سیکریٹری Sports Division کون تھے ' ان کا گریڈ کیا تھا ' کیا وہ رعنا شیخ صاحبہ کے ماتحت تھے اور اگر ماتحت تھے تو وہ کس صورت میں تھے اور آج کل کہاں تعینات ہیں ان صاحب کا بتا

دیں۔ میرے دونوں سوالوں کا جواب انہوں نے نہیں دیا - ایک کا کہا کہ میں fresh سوال لاؤں میں نہیں سمجھتا کہ یہ ضروری ہے کیوں کہ that also arises from the question ا گر ہم کہتے ہیں کہ revenue میں کوئی short fall ہوئی ہے advertisement میں کوئی دھاندلی ہوئی ہے تو دیکھنا ہے آگے پیچھے کا کہ کیا ہے ، تب یہ substantiate کر سکیں گے اور ضرور جائیں اور یہ ان کو بتانا چاہئے تھا دوسرا سوال میرا چیئرمین صاحب ، بالکل نہیں بتایا - میں عزت کرتا ہوں اپنے بھائی مشاہد حسین کی ، بڑے عالم فاضل ہیں ، Editor رہے ہیں تو وہ بتا دیں کہ کون صاحب تھے Sports Division کے -

جناب مشاہد حسین سید - یہ جی World Cup Committee بنی تھی it was headed by مرد اول آصف زرداری صاحب which was a supra committee, which was beyond all other committees.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین - آپ لوگ براہ مہربانی تشریف رکھیں وہ supplementary کا جواب دے رہے ہیں -

(مداخلت)

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - جناب allegations ہوں گے تو counter allegations بھی ہوں گے۔ یہ دونوں طرف سے ہوں گے۔ میں ان کو تھوڑی دیر میں بتاؤں گا اگر یہ ٹی وی کیمرہ وقفہ سوالات کے بعد بھی on رکھیں تو میں ان کو بتاؤں گا کہ وہ روڈ کس طرف جاتے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے اس طرح نہ کریں جو لیڈر آف دی اپوزیشن نے سوال کیا ہے اس کا جواب دیں۔

Mr. Mushahid Hussain: I would request the honourable Members of the Opposition to dwell great tolerance for legitimate criticism of their past misdeeds and also their corruption in the past.

(interruption)

چوہدری اعتزاز احسن : جناب چیئرمین! ہم تو ہنستے ہنستے سوال پوچھ رہے ہیں۔ میں نے سوال بڑا ہنستے ہنستے خندہ پیشانی سے پوچھا ہے۔ اب جواب تو آنا چاہیئے۔

راجہ محمد ظفرالحق : جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ proceedings اگر قاعدے، قانون کے مطابق ہوں تو یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ کوئی بھی ممبر اگر بات کرنا چاہے تو آپ کی اجازت کے بغیر نہ کرے۔ پھر ایک دوسرے کو address نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ کی اجازت کے بغیر جب بات ہوگی تو پھر یہ بد مزگی ہو جاتی ہے۔ We should follow the Rules تاکہ ماحول جیسا کہ سینٹ کا اچھا رہا ہے وہی رہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ویسے آپ لوگ سب تعلیم یافتہ ہیں اور اکثر وکیل بھی ہیں۔ اس لئے رولز کا ذرا خیال کریں۔ جی بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب والا! Question Hour میں کسی سوال پر کوئی بحث شروع نہیں کی جاتی اور unfortunately یہاں ہر سوال پر بحث شروع کر دی جاتی ہے۔ میں ۴ دفعہ سپلیمنٹری سوال پوچھنے کے لئے اٹھا ہوں اور مجھے موقع نہیں دیا گیا ۔ جناب والا! سپلیمنٹری سوال پوچھنا ہمارا حق ہے۔

چوہدری اعتزاز احسن : جناب چیئرمین! مجھے بے جا مداخلت کرنے کی حقیقتاً نہ کوئی عادت اور نہ ضرورت ہے اور نہ دل کرتا ہے۔ میرا صرف اتنا مدعا ہے، اتنے سنگین الزامات، ایسے اشخاص پر اتنی آسانی سے لگا دیئے گئے ہیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ جن کا یہاں لانا حق ہے اور ان کو لایا بھی نہیں جا رہا اور الزامات لگا دیئے گئے۔ شاید درست ہوں یا غلط ہوں، عدالت نے فیصلہ کرنا ہے۔ ہم بیچ میں نہیں آتے لیکن جناب چیئرمین! میرے سوال کا جواب دو ٹوک الفاظ میں الف، ب اور ج کے حوالے سے کم از کم فاضل مشیر جن سے میں خندہ پیشانی سے پوچھ رہا ہوں ۔ کسی سے جھگڑا نہیں کر رہا، عاجزی سے یہ سوال پوچھ رہا ہوں کہ اس روز یہ افسر کون تھے، ان کا گریڈ کیا تھا، کیا وہ رعنا شیخ کے ماتحت تھے کسی صورت اور آپ کی گورنمنٹ نے آج ان کو کہاں تعینات کیا ہوا ہے۔ دوسرے حصے کا تو انہوں نے بالکل کہا کہ لاجواب ہے۔

جناب مشاہد حسین : نہیں لاجواب نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ I will give the facts آپ نے ۳ سال کے facts مانگے ہیں۔

چوہدری اعتزاز احسن : مشاہد صاحب، میں آپ سے بحث نہیں کر رہا ہوں۔ میں گزارش کر رہا ہوں اگر آپ کے پاس جواب نہیں ہے تو آپ فرما دیں۔ جواب نہیں ہے۔

جناب مشاہد حسین: ہم cover up پر دلیل نہیں کرتے۔ جو appointment ہوئی تھی رعنا شیخ صاحبہ کی اور ان کے بیٹے کی، وہ ورلڈ کپ کمیٹی جس کے لیڈر تھے آصف زرداری صاحب، جس کو اس کی بیوی پرائم منسٹر صاحب نے appoint کیا تھا۔ It was a supra committee. It was not under the control of anybody. اور اس کی وجہ سے ساری دھاندلی ہوئی ہے اور یہ ان کے appointment کا ایک کاغذ ہے جس پر نادر شیخ کا ذکر ہے۔ This is there and this is for the record. سارا سامنے ہے۔

(مداخلت)

Mr. Mushahid Hussain: Asif Zardari was a de facto PrimeMinister. Every Secretary, every Ministry was coordinating to him and they know it and that is why they lost the Government because of Zardari. They know it very well, you know the reality. Asif Zardari was above Ministers. He was a super Minister, he was a de facto Prime Minister. Asif Zardari was the man. All loans lead to Asif Zardari. Asif Zardari is the man, de facto Prime Minister.

(interruption)

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ کیوں نہیں ہوگا سوال، ہمیں سوال کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا نہ اپوزیشن روک سکتی ہے نہ اور کوئی۔ ہم سوال پوچھیں گے آپ اجازت دیں گے، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفرالحق۔ جناب چیئرمین! میں گزارش کروں گا کہ جو کوائف لیڈر آف دی اپوزیشن اپنے سوال میں مانگے ہیں اگر اس وقت ایڈوائزر صاحب کے پاس نہیں ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ آپ کو بتا دیں۔ کہ وہ کل پورے کوائف لے کر آئیں جو question hour ہوگا اس میں شروع میں ہی جواب دیں ٹھیک جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔ جی اعتزاز صاحب۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ میں ممنون ہوں لیڈر آف دی ہاؤس کا کیونکہ میں صرف گزارش اپنے دوست سے یہی کر رہا تھا کہ اگر وہ یہی کہہ دیں کہ میرے پاس اس وقت جواب نہیں ہے تو میں مطمئن ہوتا ۔ میرا سوال ایک specific سوال تھا، اور لیکن وہ کہتے ہیں کہ آپ کے زرداری ۔ سوال یہ تھا کہ سیکرٹری کون تھا جب appointment ہوئی یہ میرا سوال نہیں ہے ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب اعتزاز صاحب۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ میرا سوال بڑا سادہ ہے راجہ صاحب آپ کی اجازت سے میں اتنا repeat کرتا ہوں تاکہ یہ شکوک نہ رہیں یہ وزراء نہیں سمجھ رہے، راجہ صاحب کو میں سنانا چاہتا ہوں میرا سوال بڑا ہی سیدھا ہے ، نمبر ایک یہی ہے کہ اس عرصے میں جس عرصے کا یہ الزام ہے کہ اس عرصے میں سیکریٹری سپورٹس کون صاحب تھے، کس گریڈ میں تھے، ان کا نام کیا تھا کیا وہ رعنا شیخ کے ماتحت تھے ، اس وقت اور آج وہ کہاں تعینات ہیں ۔ میں ان پر بھی کوئی الزام نہیں لگا رہا مگر میرا اتنا simple سوال ہے اور یہ transparent معاملہ بہت سارا ہو جائے گا ۔ اگر یہ جواب نہیں دیں گے ۔

Mr. Deputy Chairman: Next Question Qazi Muhammad Anwar Sahib.

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی جناب راجہ محمد ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق : جناب چیئرمین! یہ سارے جوابات کل آ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگلا سوال جی چوہدری بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب والا! میں بڑے افسوس کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ مجھے اس بات پر بہت رنج ہوا کہ ہمارے یہاں سینٹ میں گزشتہ تین سالوں میں جو فضاء تھی ، آج وہ فضا بالکل اس کے الٹ تھی سینٹ کی کارروائی میں وہ فضاء قائم رہنی چاہیئے، یہاں--------

(مداخلت)

چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب والا! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، نہ یہ پارلیمانی طریقہ

ہے' نہ پارلیمانی روایت ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ فاضل وزیر نے فرمایا کہ یہ معاملہ ایف آئی اے کے سپرد ہو چکا ہے' عموماً ایف آئی اے کو سپرد ہونے والے معاملات سالوں سال تفتیشوں میں چلتے ہیں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ کیا آپ کوئی وقت fix کریں گے کہ اتنے عرصے میں یہ investigation مکمل ہو گی تا کہ یہ حقائق لوگوں کے سامنے آ سکیں اور جلد سے جلد اس پر کارروائی ہو سکے۔

جناب مشاہد حسین : جناب والا! اس کے بارے میں ' میں timeframe اس لئے نہیں دے سکتا' کیونکہ یہ محکمہ بالکل علیحدہ محکمہ ہے it is an arm of the Ministry of Interior. وہ law enforcement کا investigation function ایف آئی اے کا ہے۔ میں ایف آئی اے اتھارٹی سے ضرورچیک کروں گا only on the basis of their report ۔ وہ جو رپورٹ ہمیں دیں گے then I can report back

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اگلا سوال' قاضی محمد انور صاحب۔

148. *Qazi Muhammad Anwar: Will the Minister for Kashmir Affairs and Northern Affairs and States and Frontier Regions be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Governor NWFP as Chairman of the board of the Governors of Razmak Cadet College appointed Mr. M.C.Cawithrone, an English Missionary, as Consultant of the Razmak Cadet College w.ef. 12.12. 1994 for a period of one year which was extended by the same /Governor for another 3 years on 14.12.1995, if so, whether the relevant rules were observed while making this appointment;

(b) the educational qualification and experience of the said incumbent; and

(c) whether it is also a fact that the said consultant had been working in the missionary church of Peshawar?

Mr. Gohar Ayub Khan: (a) Mr. Michael Clement Cawthorne had

been appointed as consultant by the Chairman Board of Governor NWFP for a period of one year w.e.f. 12.12.1994 which has then been extended for a further period of three years. The Governor had then informed the Board of Governors in its 19th meeting 3rd January, 1995.

(b) Date of birth: 27th September, 1933 at Carshalton, Surrey, U.K.

Education: 1945-50 the King's School, Canterbury.

1964-65 Redhill Technical College, Oxford and Cambridge School Certificates 1949 (prior to GCEs) General Certificate of Educaction 1965.

Teacher Trg: 1965 the College of St. Mark and St. Jhon (London) Teacher's Certificate issued June 1968 (prior to B. Eds).

Biology, Advanced Biology and Integrated Sciences (Physics, Mathematics and Chemistry).

Additional Certificate of Eduction Further Study in the Practice and Theory of Science Education.

(c) He had been working in University Public School/Edwards High School 1974-80 and 1983-86 respectively. Then he was Property and Development Officer, Peshawar diocese 1986-93.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جناب ضمنی سوال۔

Qazi Muhamamd Anwar: Sir, this was a question in respect of the Razmak Cadet College

کہ جس missionary کو، ایک سفید رنگ کے missionary کو انہوں نے Principal Cadet College Razmak ,appoint کیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ اس کی کوئی تعلیمی background نہیں ہے۔ He has no education to be appointed as a Principal of the Cadet College, the post which is by promotion from the Vice Principal. میٹرک پاس

آدمی کو انہوں نے appoint کیا ہے as Principal Cadet College Razmak تو کیا انہوں نے qualifications چیک کی ہیں کہ ان کا equivalance کیا ہے پاکستان میں۔ ان کا equivalance ہے only Matric اور جناب یہ پی پی پی دور میں ہوا ہے؛ مجھے یہ پتہ ہے، مجھے صرف اس کے بارے میں بتا دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

Syeda Abida Hussain: Mr. Chairman, in 1994 and 1995, the post of the Principal Razmak Cadet College was filled . It has got to be filled by promotion under Rule 6 for appointment or by transfer under Rule 7 of the Razmak Cadet College Employees Service Rules.

Qazi Muhammad Anwar: Sir, I am at question No. 148 and that is 149 you are referring to. At the moment .I am at Question No.148. Will you so kindly see question No.148, first will come 148. I am not at question No.149.

Syeda Abida Hussain: Mr. Chairamn, the two questions are inter-linked. They both relate to the appointment of a particular Mr. Kothan, who was a consultant, as the Drawing and Disbursing Officer, to fill the post of Principal while that post was pending. This was done by the then Governor Frontier and then the same Mr. Kothan was given an extension in 1995, as Principal of Razmak till 1998. Now clearly there has been a violation of the Rules of Appointment , Mr. Chairman , and this is being duly examined to see how this issue can be redressed and brought in consonance with the Rules of Appointment of the Cadet College.

Qazi Muhamamd Anwar: Mr. Chairman, would the Minister be pleased to look into that the incumbent Vice Principal having 16 years experience, who under the rules, was to be promoted was not promoted for the reasons that

he happened to be the younger brother of a man who was opposed to PPP regime.

Mr. Deputy Chairman: Minister concerned.

Syeda Abida Hussain: Mr. Chairamn, the issue is being examined in its depth and if any injustice has been done to anyone working in the institution , that shall be redressed.

Mr. Deputy Chairman: Next question Qazi Muhammad Anwar Sahib.

149. ***Qazi Muhammad Anwar** : Will the Minister for Kashmir Affairs and Northern Affairs and States and Frontier Regions be pleased to state;

(a) whether it is a fact that the post of the principal of Razmak Cadet College, North Waziristan, is a promotional post;

(b) since when the post of the principal Razmak Cadet College is lying vacant;and

c) whether it is also a fact that there is no post of Clonsultant in the Rules for the Razmak Cadet College, Razmak?

Mr. Gkohar Ayub Khan: (a) Yes. The post of Principal Cadet College Razmak has been shown as promotional post in the Cadet College Razmak Rlules 1992. However, the Board of Governor have approved amendments showing the post of the Principal to be filled by recruitment like all other Colleges of the same status e.g. Cadet College Kohat, Abbottabad Public School/College , Fazal Haq Clollege Madrdan etc.

(b) The post of Principal Cadet College Razmak was vacated o n 11. 12.1994.Hdoweveer, soon after theat the Clonsultant was provided powers as D.D. O.w.e.f. 12.12.1994. Hence the post is not vacant physically.

(c) Under the Razmak Cadet College Employees (Service) Rules 1992. There is no specific mention of the post of consultant.

Qazi Muhammad Anwar: Mr. Chairman, this is 149 and the Miniser has already answered that. This is 149. She has answered both 148 and 149 together.

Mr. Deputy Chairman: Next Question Qazi Muhammad Anwar.

150. *Qazi Muhammad Anwar: Will the Minister for Kashmir Affairs and Northern Affairs and States and Frontier Regions be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to wind up FATA Development Corporation, if so, whether the staff of the Corporation will be laid off or absorbed in other Federal and Provincial Government organisations?

Mr. Gohar Ayub Khan: Yes. The Care Taker Cabinet in its meeting held on 27-1-1997 had decided to wind up FATA-DC.

A special Committee has been constitued to assess and work out the details of the dissolution of FATA-DC and to recommend persons for retention/absorption as well as to evaluate financial implication of Golden Hand shake Scheme for the employees decladred redundant.

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary?

Qazi Muhammad Anwar: Sir, this is about the winding up of the Fata Development Corporation. The answei is that they are looking for and recommending golden hand shake. My submission is that would there be a pool for their adjustment in the NWFP because a number of the employees have been rendered jobless by winding up of this corporation. Would not an effort be made that they should be absorbed in the department of the provincial government in

the NWFP?

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جناب وزیر صاحبہ۔

Syeda Abida Hussain: Mr. Chairman, the Federal Cabinet on the 27th of January, 1997 took the following decision, "may be abolished". "A committee comprising Secretary Finance, Secretary KANA and SAFRON, and Chief Secretary N.W.F.P. to look into the matter, pertaining to transfer of functions to respective departments of the Government of N.W.F.P. and absorption of staff, implementation within three months". Accordingly a working paper, Mr. Chairman, which contains various proposals was prepared and circulated to the Governor N.W.F.P., Chief Secretary and Chairman FATA, D.C. for their views and comments. The Governor convened a high level meeting, Mr. Chairman, on the 10th of April, 1997 at Peshawar, at which this working paper was discussed in detail and it was decided that the functions of FATA Development Corporation may be transferred to concerned departments of the Provincial Government of the N.W.F.P. and for this purpose a Special Committee to be headed by the Secretary Irrigation Department, N.W.F.P. Government was constituted. The Committee, Mr. Chairman, has been directed to submit their recommendations within four to six weeks. The recommendations of the Special Committee would be discussed by the Committee constituted by the Federal Cabinet, comprising of the Secretary KANA and SAFRON, and the Secretary Finance Division and Chief Secretary of the N.W.F.P. and a final decision on the fate of the Corporation would then be given.

Mr. Deputy Chairman:- Thank you very much, thank you very much. Next question Ch. Muhammad Anwar Bhinder.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جناب حاجی صاحب۔

حاجی گل آفریدی : جناب چیئرمین! وزیر صاحبہ سے میں پوچھتا ہوں کہ FATA - DC کو کیوں ختم کیا گیا۔ ایوان کو بتائیں تا کہ ہمارے عوام بھی باخبر ہو جائیں، اس کی وجہ سے وہاں لوگ بیروزگار ہو جائیں گے، اس کو کیوں ختم کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جناب وزیر صاحب۔

سیدہ عابدہ حسین : جناب والا! اس کو ابھی اس طرح ختم نہیں کیا گیا، اس کی جو disbanding ہے اس کا ابھی تو طریقہ کار زیر غور ہے اور جیسے ہی جو کمیٹی بنائی گئی ہے جو اس سارے مسئلے کو دیکھ رہی ہے، جیسے ہی وہ کمیٹی عمل میں آئی، اس کی رپورٹس وہ فاضل ممبر کو پہنچا دی جائیں گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جناب حاجی صاحب۔

حاجی دلاور خان : جناب والا! آپ کو پتہ ہے کہ یہ علاقہ پسماندہ ہے، یہ فاٹا ڈی سی کم از کم فاٹا کے علاقہ کے لئے کچھ نہ کچھ کام کر رہا تھا۔ آپ یقین کریں کہ اس وجہ سے لوگ بیروزگار ہو گئے ہیں، ان کو شام کی روٹی بھی نہیں مل رہی ہے۔ ملازمتیں بھی ختم ہوئی ہیں، ہماری تمام ایجنسیوں کا کام بھی خراب ہوا ہے۔ وہاں ہمارا پانی کا مسئلہ تھا، ٹیوب ویلوں کا مسئلہ تھا، ہمارے اور مسائل تھے، وہ ہمیں نزدیک تھا، اس کے ساتھ ساتھ لوگ اپنے مقصد کے لئے وہاں پہنچ جاتے، اپنے کام کرتے، کام ہوتے یا نہیں ہوتے، اس کی تسلی ہوتی تھی۔ باقی وزیر صاحبہ نے میٹنگ میں کہا تھا کہ کم از کم جب دس تاریخ کو میٹنگ ہوتی تھی، تو اس میں سینٹ یا قومی اسمبلی کے اراکین کو شامل کرنا چاہیئے تھا تا کہ علاقے کے عوام کی نمائندگی ہو سکے۔ ہم اپیل کرتے ہیں کہ فاٹا کے لئے اس منصوبے کو دوبارہ شروع کیا جائے اور ہمارے علاقے کے لوگوں کے ساتھ یہ زیادتی نہ کریں۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی چیز نہیں ہے، میں خصوصی درخواست کرتا ہوں کہ فاٹا کے لئے وہ department دوبارہ شروع کیا جائے، اور اس علاقے کے لوگوں کے زخموں پر پٹی لگائیں۔

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب ولا! فاضل سینیٹر کی جو تجویز ہے وہ ہم اس کمیٹی تک

ضرور پہنچا دیں گے۔ جناب والا! جیسے کہ عرض کیا یہ عبوری حکومت نے فیصلہ کیا تھا کہ نیم سرکاری ادارے ہیں۔ جن کی اقتصادی حوالوں سے کارکردگی تسلی بخش نہیں ہے ان کی winding up کے لئے ایک طریقہ کار مرتب کیا جائے اور دیکھا جائے کہ ان کو آیا ان سے بہتر طور پہ کام لیا جا سکتا ہے، اگر انہی لوگوں کو صوبائی حکومت کے حوالے کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے گورنر سرحد نے ایک کمیٹی بنائی ہے وہ اس معاملے کی تحقیق ہو رہی ہے اس میں چیف سیکرٹری اور سیکرٹری فنانس جو ہیں فرنٹیئر گورنمنٹ کے وہ بھی رکن ہیں اور جیسے ہی ان کی رپورٹ آئی تو اس وقت پھر کابینہ کے حوالے ہو گی اور حتمی فیصلہ ہو گا جو سینیٹر صاحبان کا موقف ہے اگر وہ مہربانی سے یہ تحریر کر کے ہمارے تک بھجوا دیں تو ہم یقیناً اس کمیٹی تک پہنچا دیں گے تاکہ کمیٹی کو Honourable Senators کی رائے بھی سامنے آ جائے۔

Mr. Deputy Chairman: Next question Ch. Muhammad Anwar Bhinder Sahib.

(interruption)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب عبدالرحمان صاحب۔

حاجی عبدالرحمٰن۔ جناب منسٹر صاحبہ نے فرمایا کہ اس کے لئے ہم نے صوبائی حکومت کو کہا ہے اور صوبائی حکومت کے افسران، چیف سیکرٹری وغیرہ اس کو deal کر رہے ہیں۔ یہ معاملہ فاٹا کا ہے اور ابھی تک یہی چیخ ہے کہ ہمیں صوبائی حکومت سے آزاد کرایا جائے، اگر ہم وفاق کے under ہیں تو ہمیں وفاق کے under کیا جائے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہم صوبائی حکومت میں مدغم ہوں۔ یہ تو ہمیں صوبائی حکومت میں مدغم کرنا چاہ رہے ہیں۔ ہم چاہ رہے ہیں اگر ہمارے کوئی فیصلے فاٹا کے ہیں، فاٹا DC Office کو ایک علیحدہ سیکرٹریٹ کا درجہ دیں اس کے بارے میں فاٹا کے لوگوں سے مشورہ لیں اور ہماری جو تکالیف ہیں اور پریشانیاں ہیں اس پر وفاقی حکومت غور کرے بجائے اس کے کہ ہمیں صوبائی میں دیا جائے، صوبائی حکومت تو اپنا ہی سوچتی ہے۔ اس وقت صوبائی وزیر ہماری ایجوکیشن کا انچارج ہوتا ہے تو جو کچھ بھی وہ چاہتا ہے، صوبائی لوگوں کو وہیں فاٹا میں ملازمت دے دیتے ہیں۔ صوبائی health ہے اور جو محکمے بھی ہیں ان کے under آتے ہیں۔ ہمیں ویسے ہی نام وفاق دیا گیا ہے۔ ہمیں دو دفعہ غلام رکھا ہے، ایک

وفاق اس کے بعد صوبائی حکومت ہمیں یا تو وفاق کے under کر دیں یا آزاد ایک حثیت دے دیں تا کہ direct ہماری وہاں سے link ہو اور بجائے اس کے ہم اس فاٹا DC کو ختم کریں۔ جس مقصد کے لئے بنایا گیا ہے اس کے لئے ان کو صحیح organize کیا جائے اور جو مقاصد ہیں جو direct فاٹا سے deal کرتے ہیں۔ ہم ان سے request بھی کرتے ہیں اور ہم اس پر احتجاج بھی کریں گے جو بھی کہیں ، ہمیں صوبائی حکومت کے under نہ لایا جائے اور ہمارے معاملات ان کے ذریعے نہ حل کروائے جائیں۔ ہم وفاق سے تعلق رکھتے ہیں' وفاق کو چاہئیے کہ direct اس کو deal کرے اور MNAs یا Senators یا وفاق میں جو وہ ہیں وہ اس طرح کیا جائے۔ اس طرح نہ کیا جائے کہ ان کو ختم کر کے ہمیں صوبائی حکومت کے اور بھی غلام بنایا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب۔

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب والا! یہ فاٹا کے بارے سوال نہیں ہے۔ سوال جو ہے FATA Development Corporation ایک نیم سرکاری ادارہ ہے اس کے بارے میں اور میں نے عرض کیا کہ یہ عبوری حکومت نے فیصلہ کیا کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اس میں سیکریٹری فنانس حکومت پاکستان اور SAFRON اور چیف سکیریٹری صوبہ سرحد اور صوبہ سرحد کے فنانس سیکریٹری اس کمیٹی کے رکن ہیں۔ یہ کمیٹی غور کرے گی کہ آیا مالی طور پہ FATA Development Corporation جس کے مالی وسائل ختم ہو چکے ہیں آیا اس کارپوریشن کو چلانا مقصود ہے یا کہ اس کارپوریشن کو disband کرنا مقصود ہے۔ یہ ابھی کمیٹی صرف اس مسئلے کو دیکھ رہی ہے۔ فاضل سینیٹر اپنا موقف اگر ہمیں ارسال کر دیں گے تو ہم آپ کا موقف اس کمیٹی کے حوالے کر دیں گے۔ جی اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ Honourable Senators کو اس کمیٹی کی نمائندگی دی جائے تو وہ تجویز میں ضرور آگے پہنچا دوں گی' گورنر صوبہ سرحد کو میں یہ suggest کروں گی کہ وہ فاٹا کے Honourable Senators کو اس کے ساتھ associate کر دیں۔

Mr. Deputy Chairman: Next Question No. 151 Ch. Muhammad Anwar Bhinder Sahib.

151. *Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) whether is is a fact that one Saleem a PAF Corporal Technician was arrested alongwith 8 others on a charge of getting 2 consignments consisting of 14 wooden crates addressed to PAC Kamra cleared from custom authorities, Karachi by making fraudulent released vouchers for import of different spare parts;

(b) whether it is also a fact that previously 28 such consignments had already been got cleared by the said officer; and

(c) whether it is further a fact that Pakistan Air Force has started Field General Court Martial of said Army Officer, if so the stage of the proceedings?

Minister for Defence: (a) 06 February, 97 custom intelligence unearthed a racket wherein contrabands were being smuggled into Pakistan under the guise of PAF stores, through P-721 Detachment (Dett) of Pakistan Aderonautical Complex, Kamral located at PAF Base Faisal, Karachi. According to initial investigation, Flight Lieutenant (Flt Lt) Masood Pak/7882 engineering, Officer Commanding P-721 (Dett) Corporal Technician (Cpl Tech) Saleem Pak/478766 and Cpol Tech Riaz Pak/469713, both Supply Assistants were involved in the case. The said three PAF personnel have been apprehended.

(b) About 28 consignments mainly containing electronic goods and computers etc were smuggled from July, 1996 to February, 97 and delivered to two civilians Messers Aslam Sngapuri and Asif, involved with PAF personnel.

(c) Field general Court Martial has been ordered on 10 May, 97 to be held at PAF Base, Faisal, Karachi Composition of the curt and detailing of Defence Counsel are in progress.

Mr. Deputy Chairman: Any Supplementary Question?

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ جناب والا ! میں نے اس سوال میں یہ دریافت کیا تھا کے

پاکستان ایئر فورس کے سٹورز ظاہر کر کے بہت سی اشیاء باہر سے سمگل کی گئیں ہیں - اس کے متعلق ملزمان کی نشاندہی ہوئی۔ ان کا کورٹ مارشل ہو رہا ہے -میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سامان دو اشخاص، اسلم سنگاپوری اور آصف ، ان کے نام پر آئے تھے کیا ان کو بھی ان ملزمان میں شامل کیا گیا ہے۔ اور دوسری اٹھائیس consignments اس سے پہلے آئیں تھی۔ کیا ان consignments کا بھی Cognizance لیا جا رہا ہے یا نہیں لیا جا رہا۔؟

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی وزیر متعلقہ ۔

چوہدری شجاعت حسین۔ آخری سوال ذرا دوبارہ کرا دیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آخری فقرہ کہہ رہے ہیں کہ دوبارہ پڑھیں ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب عالی ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ consignments جو تھیں ایک تو کورٹ مارشل ہو گیا کچھ افسران کے خلاف وہ شروع ہے - اور اس میں بتایا گیا ہے کہ اٹھائیس consignments اس سے پہلے آ چکی تھیں ۔ وہ اسلم سنگا پوری کے نام اور آصف کے نام پر آئیں تھیں۔ کیا یہ دونوں بھی ملزمان کے طور پر وہاں شامل ہیں اور ان کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے اور اٹھائیس consignments کا کیا بنا وہ بھی اس میں شامل ہیں یا نہیں؟

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب والا ! یہ اٹھائیس بھی اس میں شامل ہیں اور ابھی کورٹ مارشل ہونا ہے ۔ ابھی عدالت بنی ہے ۔ اس کے بعد ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ سمجھ نہیں آ رہی جناب ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جی سمجھ نہیں آ رہی جی ۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ یہ پچھلے اٹھائیس جو ہیں وہ بھی اس میں شامل ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ اور یہ پوچھ رہے ہیں کہ اسلم صاحب اور آصف ان میں ہیں اٹھائیس میں ۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ یہ بھی اس میں شامل ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین - یہ بھی کہتے ہیں کہ اسی میں ہیں -

چوہدری محمد انور بھنڈر - جناب والا ! مجھے تو سمجھ نہیں آئی اس سوال کے جواب کو -ذرا repeat فرما دیں گے -

جناب ڈپٹی چیئرمین - جی یہ کہہ رہے تھے جو آپ 28 کے بارے میں کہہ رہے تھے یہ بھی شامل ہیں - اور دوسرا یہ اسلم اور آصف یہ بھی شامل ہیں -

چوہدری محمد انور بھنڈر - یہ بھی شامل ہیں اور اٹھائیس consignments وہ بھی اس میں شامل ہیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین - یہی کہا ہے آپ نے کہ وہ بھی شامل ہیں -

چوہدری شجاعت حسین - جی وہ شامل ہیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین - جی ہاں وہ بھی شامل ہیں -جی ڈاکٹر صاحب -

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ - میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ دفاع کے جو ادارے ہیں یہ ملک کے بہت اہم ادارے ہیں - ان کی بڑی اہمیت ہے اور دیگر یہ کہ ایسے اہم اداروں میں کم از کم اس طرح کی صورت حال پیش نہیں آنی چاہیئے - میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں ہماری سوسائٹی میں کرپشن اس حد تک آ گئی ہے کہ اس کے اثرات جو ہمارے اہم ادارے ہیں ان پر بھی پڑ رہے ہیں- یہ حکومت بڑی دعوے کرتی ہے- میں سمجھتا ہوں کہ یہ بتائیں کہ اب تک انہوں نے کرپشن کے لیے کیا کیا - اس حوالے سے تاکہ کم از کم ملک کے اہم ادارے اس عذاب سے بچ سکیں - وہ اس مصیبت سے بچ سکیں اور ان مشکلات سے جو ملک دوچار ہو رہا ہے بیرونی دنیا میں بھی ہماری ساکھ متاثر ہو رہی ہے - یہ حکومت کی بڑی ذمہ داری ہے - اس سلسلے میں یہ کیا کر رہے ہیں؟

چوہدری شجاعت حسین - جناب والا! اس سے یہ سوال تو پیدا نہیں ہوتا- یہ علیحدہ fresh question کر دیں-

جناب ڈپٹی چیئرمین- جی ہاں- اس پہلے question سے وہ جو consignment 28 تھے اور دوسرے جو دو صاحب تھے ان کی سب کی تفتیش کر رہے ہیں- اور دوسرے یہ کہہ

Next Question Syed Abid - کریں fresh question رہے ہیں کہ اس سے متعلق نہیں ہے۔ آپ
Hussain Sahib Taken as read.

152. ***Syed Abid Hussain Al-Hussani:** Will the Minister for Kashmir Affairs and Northern Affairs and states and Frontider Regions be pleased to state:

(a) the total amount of penalties imposed by Political Agents on the different tribes in Kurram Agency tribe-wise since 1987.

(b) the amount actually collected from each tribe during the said period, indicating also the details of the crimes on the bais of which these penalties were imposed;

(c) the legal justifications of the penalties; and

(d) whether these amounts were deposited in the Government treasury, if so, whether these amounts have been audited?

Mr. Gohar Ayub Khan: (a) The total amount of penalties imposed by the Political Agents Kurram on various individuals/tribes in Kurram Agency is Rs.40366,641 since 1987. In Kurram Agency usually in each and every village mixed population of various tribes are residing and they are equally responsible for profit and lesses. Because of this fact penalties imposed cannot be worked out on tribewise basis in case of many village. Moreover, in those cases where single tribe is residing it requires through search of old record for providing the information and it is time consuming. However Government of NWFP has been advised to furnish the details of penalties tibe-wise for the above period for information of the august House.

(b) As statded in a above, the amount has been realised from the tribesmen after fixing the territorial responsibility and therefore, the actual amount

from each tribe cannot be indicated separately. The penalties/fine were imposed for Commission of various offences such as carrying of arms/ammunition, firing road robberies/blockades, murder gun running/narcotics trafficking, sabotage activites etc.

(c) All these penalties are being imposed under the executive order of Political Authorities in accordance with relevant clauses of Kohat Pact, 1983.

(d) The fines etc so recovered are deposited under specific head of account called AMAN TRIGGA FUND in the National Bank of Pakistan regular statement on monthly basis are submitted to Home and T.A. Department, Government of NWFP, for peusal/checking.

جناب ڈپٹی چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

سید عابد حسین الحسینی ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ سوال کا جو جواب دیا گیا ہے اس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ تفصیلی طور پر بتانا کہ ہر قبیلے سے کتنا جرمانہ وصول کیا گیا ہے یہ ضیاع وقت ہے ہم اس میں وقت ضائع نہیں کر سکتے۔ تو سوال ہمارا یہ ہے کہ یہ بے انصافی ہے کہ کسی اہم مسئلے کا سوال کیا جائے اور اس پر بات کی جائے کہ ضیاع وقت ہے تو آیا پھر متعلقہ وزیر یہ بتا سکتے ہیں کہ آیا ہر گاؤں پہ کتنا جرمانہ لگایا گیا ہے اس کا جواب دیا جا سکتا ہے؟

Mr. Deputy Chairman: Minister Concerned.

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب چیئرمین! یہ جو پولیٹکل ایجنٹ کرم نے مختلف موقعوں پر 1987 سے جرمانے عائد کیے ہیں یہ کرم ایجنسی میں ، عموماً ہر گاؤں میں مکسڈ پاپولیشن ہے۔ تو بہت مشکل ہے اس کو tribal level کے اوپر separate کرنا ۔ جرمانوں کو قبائلی سطح پر الگ کرنا بہت مشکل ہے۔ جو amount realise ہوئی ہے اس کی territorial responsibility fix ہوئی ہے اور ہر قبیلے کا حساب کہ کون سے قبیلے کی کتنی رقم بنتی ہے' یہ فکس نہیں ہوا۔ جو penalties and fines impose ہوئے تھے' یہ تھے اسلحہ کو carry کرنے کے اور فائرنگ اور road robbery, blockades وغیرہ کے لئے۔ میرے پاس یہ تفصیل تو ہے کہ کون سے سال میں کتنی رقم

بطور جرمانہ کرم ایجنسی میں وصول ہوئی ہے لیکن یہ تفصیل نہیں ہے کہ کون سے قبیلے سے کتنی رقم وصول ہوئی ہے - یہ جرمانے under a specific head deposit ہوتے ہیں- اس کا نام "امن لگاہ فنڈ" ہے اور وہ نیشنل بینک آف پاکستان میں جمع ہوتے ہیں اور اس کی regular statement on monthly basis شائع ہوتی ہے - اس فنڈ کا خرچ compensation to the affectees in different cases پر ہوتا ہے اور جرگہ for settlement of disputes call ہوتا ہے ' اس پر خرچ ہوتا ہے - فرنٹیئر کور کے جو باجوڑ سکاؤٹس اور ٹوچی سکاؤٹس ہیں ان کو بھی اس میں سے خرچے کے لئے رقم دی جاتی ہے-

Syed Masood Kausar: Sir, the minister concerned did not give proper reply to the supplementary question which was asked by learned member. He said that if you can't give the total amount of fines which were imposed on different times, at least, you can give us the names of the villages on which the fines have been imposed. But the minister concerned did not respond to this question. So, through you sir, I would again request the minister concerned to give us the details as to how much fine was imposed on each village in that area.

Syeda Abida Hussain: Mr. Chairman, I think, that perhaps, I did not make my meaning clear but I did say that it is difficult from the record for us to be able to establish which village specifically, the definition is territorial definition and the specificity of villages in the data is not available to me. However, I shall try and obtain the data from the ministry and place on the table of the House and send a copy to the honourable Senator.

حاجی عبدالرحمن- جناب والا! جیسا کہ محترم سیدمسعود کوثر صاحب نے فرمایا ہے وزیر صاحبہ نے جو جواب دیا ہے وہ relevant نہیں ہے- جواب نہ دیہاتوں کا چاہیئے نہ اور کسی کا چاہیئے- سادہ سا سوال ہے کہ انہوں نے کتنے جرمانے وصول کئے اور کس کس قوم سے وصول کئے اور ان کا کیا کیا- انہوں نے گول مول سا جواب دیا ہے- اس میں گاؤں میں جانے کی

ضرورت نہیں وہ تو پولیٹیکل ایجنٹ کے پاس فائل پڑی ہوتی ہے کہ اتنا جرمانہ فلاں کو لگایا' اتنا فلاں کو لگایا اور تفصیل میں جانا نہیں پڑتا۔ اس کے علاوہ ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اور اس کے علاوہ جو وہ permits issue کرتے ہیں ان کی جو payments آتی ہیں وہ اپنے پاس جمع کرتے ہیں ان کو کہاں استعمال کیا جاتا ہے کس کس ملک کو دیا ہے یا اس کا کیا کیا ہے۔ جناب والا! یہ بڑا اہم معاملہ ہے اس لئے درخواست ہے کہ اس کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے ۔ اگر منسٹر صاحبہ دوبارہ بھی لکھیں گی تو یہی جواب آئے گا۔ کمیٹی اس کی وہاں جا کر تحقیق کرے تو پھر درست جواب آ سکے گا۔

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب والا! معزز سینیٹر کو اپنی رائے کا حق ہے لیکن میں نے یہ بتایا ہے کہ کن مقاصد پر یہ پیسے خرچ ہوئے ہیں۔ اگر آپ receipts کی تفصیل چاہتے ہیں تو جناب 1-1-1987 سے لے کر 31-12-1987 تک سات کروڑ پچاس لاکھ تیس ہزار روپیہ برآمد ہوا۔ پھر 1.1.88سے لے کر 31.12.88 تک 2 کروڑ 43لاکھ 6ہزار 7سو روپیہ برآمد ہوا ۔ یہ تفصیل میرے پاس ہے جو amounts ہیں اور جو expenditure ہے اس کا ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ expenditure ہوتا ہے on affectees جو اثر انداز ہوتے ہیں ان cases پر ' ان کے اوپر ' جو جرگہ call ہوتا ہے اس کے اوپر' جو باجوڑ سکاؤٹس ہیں ' ٹوچی سکاؤٹس ہیں ' ان کے اوپر اور جو vehicles کا خرچ ہے ' political staff for maintenance of law and order ہے جس کے اوپر خرچ ہوتا ہے۔ اگر فاضل سینیٹر محسوس کرتے ہیں کہ یہ رقم جس طرح سے حاصل ہوتی ہے' جس طرح سے اس کا خرچ ہوتا ہے یہ غیر تسلی بخش ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کے لئے بہتر طریقہ یہ ہو گا کہ ہاؤس میں resolution move کریں اور اگر وہ پاس ہوتا ہے تو یقیناً گورنمنٹ سینیٹرز صاحبان کی ایک کمیٹی بنا دے گی جو کہ اس بات کو supervise کرے گی ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی مولانا جواد ہادی صاحب ۔

سید محمد جواد ہادی۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین صاحب یہ سوال پہلے بھی ایک مرتبہ پوچھا گیا ہے دو تین سال پہلے لیکن حسب روایت اس کی کبھی انہوں نے تفصیلات نہیں دیں ۔ اس مرتبہ پھر یہ کہا ہے کہ ان کی تفصلات اکٹھا کرنے میں وقت ضائع ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اس قسم کا جواب دینے سے اس ایوان کا اور معزز سینیٹر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے

کیوں کہ وہ ایک اہم مسئلے کے بارے میں پوچھتا ہے اور وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ اس پر وقت ضائع ہوتا ہے ۔ دو مرتبہ پہلے بھی یہ سوال ہم نے پوچھا تھا ' کبھی انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا ' تفصیلات نہیں دیں کہ یہ جرمانے کتنے وصول ہوئے ہیں اور کہاں خرچ ہوئے ہیں۔ میں اس سلسلے میں منسٹر صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ جو معلومات وہ دیتے ہیں ضروری نہیں ہے کہ وہ صحیح بھی ہوں۔ دوسرا انہوں نے معاہدہ کوہاٹ کا حوالہ دیا ہے کہ کوہاٹ کے معاہدے کی رو سے یہ جرمانے وصول کئے جاتے ہیں ۔ کوہاٹ کا معاہدہ جو ہے میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں کہ وہ کیا ہے اور وہ عوام پر کس طریقے سے مسلط کیا گیا ہے ۔ وہ ایک بہانہ ہے وہاں کے عوام کو لوٹنے کے لئے ' وہاں اس معاہدے سے نہ امن و امان کبھی قائم ہوا ہے نہ آئندہ قائم ہو گا ۔ صرف اس سے وہاں کے حکام جیب بھرتے ہیں ۔

میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کوہاٹ کے معاہدے میں یہ بھی ہے کہ ایک نگران کمیٹی ہو جو اس معاہدے کو لاگو کرنے کی نگرانی کرے لیکن اس کوہاٹ معاہدے کو غلط طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے ' وہاں بے حساب و کتاب لوگوں سے مختلف بہانوں سے پیسہ وصول کیا جاتا ہے ' تفصیلات بھی نہیں دیتے ہیں ۔ جس طریقے سے حاجی عبدالرحمٰن صاحب نے تجویز پیش کی کہ اس کا جائزہ لینے کے لئے سینٹ کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے ' میں بھی یہ request کرتا ہوں کہ سینٹ کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے تا کہ یہ تمام امور کا جائزہ لے۔ وہاں بہت زیادہ گھپلے ہوتے ہیں اور وہاں عوام کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے۔ وہ اپنے طور پر ایک جواب دیتے ہیں ' منسٹر صاحبہ کو یہ علم نہیں ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ لکھتے ہیں وہ حقیقت بھی ہے کہ نہیں۔ انہوں نے کہا جرمانوں میں ان کے مصرف کی ایک مد یہ ہے کہ وہ باجوڑ سکاؤٹس پر خرچ ہوتا ہے اور فلاں فورس پر ہوتا ہے۔ وہاں ملیشیا ہے یا سکاؤٹس ہے' ان کا اپنا بجٹ ہے' اپنا فنڈ ہے ' یہ جو جرمانے ہیں یہ کیوں ان پر خرچ ہوتے ہیں۔ یہ وہاں کے عوام کی فلاح و ترقی کے لئے خرچ ہونے چاہئیں کیوں کہ وہاں کے عوام سے یہ جرمانے وصول کئے جاتے ہیں۔ اس کا کوئی جواز نہیں ہے ۔ اس کے علاوہ پرمٹ میں بھی بہت زیادہ گھپلے ہوتے ہیں ' دھاندلی ہوتی ہے ' ان تمام امور کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی منسٹر صاحبہ ۔

سیدہ عابدہ حسین ۔ جناب والا! میں نے عرض کیا ہے جی کہ جو مجھے information receiveہوئی ہے ، عین ممکن ہے وہ غیر تسلی بخش ہو ، عین ممکن ہے وہ نا مکمل ہو البتہ یہ 40 کروڑ 30 لاکھ 66 ہزار روپے کا حساب کتاب ہے ، وہ میں سینیٹر صاحب کو دکھا دوں گی ۔ میری استدعا ہے کہ اگر سینیٹر صاحبان محسوس کرتے ہیں کہ اس ایشو کے اوپر ان کو مزید تفصیلی معلومات چاہئیں تو اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بن سکتی ہے جس میں سینیٹرز associated ہوں اور جو حساب کتاب fines کا اور ان fines کے پیسوں کو کس طرح خرچ کیا جاتا ہے ، اس کو supervise کرے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ ٹھیک ہے جی ۔ ویسے منسٹر صاحب نے یہاں پر کہا ہے کہ جو کچھ ہے وہاں پر ، آپ بھی لائیں ، اس طرح نہیں ہے کہ جو جواب دیا ہے وہ بھی صحیح ہو ۔ وہاں پر آپ ان کے ساتھ بیٹھیں آپ کو بتائیں گے کہ بھئی پیسہ کتنا آیا ہے اور اس کی break-up کیا ہے ۔ جی وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے ۔ جی بھنڈر صاحب ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر کی رو سے یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جب بھی وزیر صاحب کوئی بیان دیتے ہیں تو اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اس کے متعلق مزید بیان دیں گے تو پھر اس پر statement آنی چاہیئے ۔ میں نے قبل ازیں ہاؤس کے نوٹس میں یہ بات لایا تھا اور چوہدری صاحب نے فرمایا تھا کہ وہ اس کا جواب دیں گے ۔ PK-759 ایک طیارہ یہاں سے گیا تھا جس میں تین پاکستانی عورتیں وہاں جدہ میں پکڑی گئی تھیں اور پھر محکمے نے یہ کیا ، حالانکہ سعودی عرب سے انہوں نے travel کیا تھا ، جو پی آئی اے کا جہاز تھا اور اس وقت اس میں جو Excise کا عملہ تھا اس کو بھی suspend کر دیا ۔ فاضل وزیر خزانہ یہ ایشورنس دلائی تھی کہ یہ دونوں suspend نہیں ہو سکتے تھے اور جو پی آئی اے کی فلائٹ کے وقت Excise کے جو ملازمین تھے ان کو ہفتے کے اندر بحال کر دیا جائے گا۔ تو میں جناب والا! یہ وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں کیا اس کے متعلق کوئی انکوائری فرمائی ہے اور وہ جو انکوائری ہے اس میں کیا صورتحال ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جی وزیر داخلہ صاحب ۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب والا! میں نے وزیر خزانہ سے آج صبح بات کی تھی

اور انہوں نے فرمایا ہے کہ ابھی تک وہاں جو پاکستانی سفارتخانہ جو سعودی عربیہ میں ہے وہاں سے انفارمیشن نہیں آئی اور صرف ایک ہفتہ اور دے دیجیئے اور پھر رپورٹ آنے کے بعد ان لوگوں کو بحال کر دیا جائے گا اگر یہ درست ثابت ہوا۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا ! سوال کے جواب میں ، انہوں نے تسلیم کیا تھا کہ انہوں نے سعودی عربین ایئر لائن سے سفر کیا تھا اور جو عملہ اس وقت تھا اس کو جو مرضی آئے کریں لیکن جس میں انہوں نے سفر نہیں کیا تو اس عملے کو خواہ مخواہ آپ نے تین مہینے سے لٹکایا ہوا ہے اور یہ نومبر کا معاملہ ہے۔ میں یہ گزارش وزیر داخلہ سے کروں گا کہ اس معاملے کے متعلق فوری طور پر اقدام کروائیں۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا! فوری کریں گے لیکن صرف پتا یہ کرنا ہے کہ ان خواتین کے نام جو ہیں یہ دونوں جہازوں میں موجود ہیں ، سعودیہ ایئر لائن پر بھی اور پی آئی اے پر بھی یہ تصحیح کرنی ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! انہوں نے یہ پتا کر لیا ہے کہ جنہوں نے P K سے سفر کیا تھا وہ یہاں اپنے گھروں میں موجود ہیں اور یہ انکوائری کر چکے ہیں اور آپ نے گھروں سے یہ verify کر لیا ہوا ہے۔

Mr. Deputy Chairman: The question hour is over. Now we take leave applications.

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نواب صلاح الدین شیخ صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 13 اور 14 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے اس ایوان سے ان تاریخوں کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب عباس سرفراز خان صاحب بعض وجوہات کی بناء پر

مورخہ 8 اور 14 مئی کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکے اس لئے ایوان سے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ حاجی گل آفریدی صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 21 اور 22 مئی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب سر انجام صاحب ۔

POINTS OF ORDER

Re: FORTY THREE PAKISTANI GIRL VICTIMS OF SEXUAL HARRASSMENT IN MALAYSIA

جناب سر انجام خان۔ جناب والا! آج کی نوائے وقت میں یہ خبر ہے کہ ملیشیا میں جانے والی 43 بدقسمت پاکستانی دوشیزائیں جنسی تشدد کا شکار ہو گیئں تمام لڑکیاں پاکستان کی مختلف یونیورسٹیوں سے گریجویٹ یا ماسٹرز ڈگری ہولڈر ہیں اور اسلام آباد، ٹیکسلا، لاہور اور سیالکوٹ سے تعلق رکھتی ہیں۔ فیکٹری مالکان اور پالتو غنڈے ان کی عصمت سے کھیلتے رہتے ہیں۔ لڑکیوں کے متعلق وہاں پاکستان ہائی کمیشن کو آگاہ کر دیا گیا ہے ۔ جناب میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس بارے میں ہماری حکومت کوئی اقدام لے رہی ہے۔ یا وہ بیچاری جو ہیں وہاں پر تشدد کا شکار ہوتی رہیں گی۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! یہ میرا خیال ہے کہ اگر یہ نوائے وقت مجھے دے دیں لیکن ویسے میں نے جب خود بھی یہ خبر پڑھی تھی تو میں نے اپنی منسٹری سے کہا تھا کہ وہ فوری طور پر Malaysian High Commission سے پتہ کریں ان خواتین کا کیا مسئلہ ہے۔ تو یہ اخبار بھی دے دیں اور ساتھ لکھ کر بھی دے دیں تو انشاء اللہ اس سلسلے میں پتہ

کرکے ہاؤس کو بتا دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اخبار بھی دیں اور لکھ کر بھی دے دیں، اور ویسے انہوں نے پہلے ہی ملائیشیا سے confirm کیا ہے۔ جی پوائنٹ آف آرڈر بلیدی صاحب۔

ii) Re: NON-COMPLIANCE OF THE PM's ANNOUNCEMENT FOR INCREASING Rs.300 IN THE SALARY

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب والا! وزیر اعظم نے ملازمین کے لئے جو تین سو روپے کے اضافے کا اعلان کیا تھا، وہ دو ، تین مہینے گزرنے کے باوجود بھی اب تک نہیں بڑھے ہیں۔ اب تو مہنگائی بھی بڑھ گئی اور اب تک اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔ تو میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اس سلسلے میں کیا رکاوٹ ہے۔ کیونکہ یہ جو بیچارے اس امید پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ ان کو یہ تین سو روپے جو نواز شریف صاحب نے اپنے پہلے خطاب میں اعلان کیا تھا، ملیں گے۔ اس سے مزدور بہت خوش ہوئے تھے اور دو، تین، چار، پانچ گریڈ کے ملازمین ہیں وہ بیچارے اس کے حقدار بھی ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ جلد از جلد ان لوگوں کی تنخواہوں میں ان تین سو روپوں کا اضافہ کیا جائے۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! وزیر اعظم صاحب کی ہدایت کے مطابق اسی وقت اس پر عملدرآمد کرنے کے سلسلے میں تمام کارپوریشنز کو، تمام محکموں کو اور پرائیویٹ سیکٹر کے بھی لوگوں کو کہہ دیا گیا تھا۔ لیکن یہ درست فرما رہے ہیں کہ بہت سی جگہوں سے شکایات آ رہی ہیں کہ انہوں نے ابھی تک نہیں کیا۔ کل ہی یہ پتہ چلا تھا کہ پی ٹی وی والوں نے بھی نہیں دیا۔ ان کے متعلق مشاہد حسین صاحب سے میں نے گزارش کی ہے۔ اگر کسی خاص کے متعلق ہو تو وہ بتائیں کہ فلاں نے ابھی تک نہیں دیئے تو اس پر فوری طور پر عملدرآمد ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جناب تاج حیدر صاحب on a point of order

iii) Re: LOAD SHADING IN THE DIFFERENT AREAS OF KARACHI

جناب تاج حیدر: جناب والا! میں حکومت کی توجہ دلانا چاہوں گا ، کراچی کے اندر جو بجلی کی صورتحال ہے۔ میں ایک ہی اخبار ''ڈان '' کے تین تراشے لے کر آیا ہوں جس کے اندر ایک طرف تو یہ ہے کہ تین، تین اور چار، چار دنوں سے بعض علاقوں میں بجلی نہیں آرہی اور اس کی وجہ سے ایک زیلی صورتحال پیدا ہوئی ہے کہ پانی پمپ نہیں ہو رہا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ابراہیم حیدری، پرانہ گولیمار، مظفرآباد اور بہت سے دیگر علاقوں کے اندر پانی کی سپلائی پانچ، پانچ، اور چھ، چھ دنوں سے بند ہے۔ اور ڈان، کی یہ خبر کہہ رہی ہے 'اس کا یہ caption ہے کہ contaminated water being supplied. وہاں پر جناب ٹینکرز کا مافیہ ہے اور جنہوں نے اپنی بور(کنواں) کیاہے اور سیوریج کا پانی دوسرے پانی کے ساتھ ملا کر علاقوں کے اندر سپلائی کیا جا رہا ہے، جس کی وجہ سے صحت کی صورتحال خراب ہو رہی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ حکومت اس کا فوری نوٹس لے اور کراچی کے اندر جو بجلی ختم ہوئی اور جو اس وقت پانی کا بحران ہے، جس کی وجہ سے یرقان اور دوسری خطرناک بیماریاں جنم لے سکتی ہیں اس پر فوری توجہ میں حکومت کی چاہوں گا کہ دی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جناب جواب دیں۔

جناب تاج حیدر: سن تو لیجیئے فریاد ، جواب تو دے دیجیئے۔ جناب یہ تو سن بھی نہیں رہے۔ جناب ہم کہاں جائیں۔

چوہدری اعتزاز احسن: جناب والا! اگر محترمہ عابدہ حسین صاحبہ یا خالد انور صاحب باہمی گفت و شنید اور مشاورت سے فارغ ہوں تو اس دوران پیچھے سینیٹر صاحبان نے دو سوال کئے گئے ہیں تو پلیز ذرا ان کی توجہ آپ ہی دلوائیں۔ ایک دوسرے کی طرف اشارے کر رہے ہیں کہ آپ اٹھیں ، آپ اٹھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جناب خالد انور صاحب۔

Mr. Khalid Anwar: Since I have been asked, the moment I get up,

they are anxious I should not speak. When I am not there, they are dying for me to speak, they are dying for me to speak. The moment I come, they want that I should be silent. Now, sir, let me say this. Since we are talking about the city of Karachi, where I have lived for the last 30 years and I have witnessed the devastation of that city in the last three years. Electricity problem, water problem, police problem, extra judicial killings problem, massive killings of innocent citizens of Karachi by the People's Party Government. Killings documented upheld by the Supreme Court of Pakistan.

(interruption)

میاں رضا ربانی۔ پوائنٹ آف آرڈر، جناب چیئرمین! آپ یہ دیکھیں کہ یہاں بات تو پانی اور بجلی کی ہو رہی ہے اور یہ بات killings کی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ ان کو سنیں تو سہی، وہ اسی پر آ رہے ہیں۔

جناب اکرم شاہ خان۔ پہلے ہمارے پوائنٹ کا جواب دیں۔

میاں رضا ربانی۔ یہاں بات پانی و بجلی کی ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ آپ اس بات کو چھوڑیں، ان کو پہلے اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

میاں رضا ربانی۔ ایک منٹ، پہلے وہ میری بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ آپ چھوڑیں اس بات کو، please۔

Mr. Khalid Anwar: Sir, either they want an answer or they don't want an answer. If they want an answer I am here to answer.

میاں رضا ربانی۔ آپ ان کو کہیں کہ وہ relevant بات کا جواب دیں۔ یہاں بات پانی و بجلی کی ہو رہی ہے۔

Mr. Deputy Chairamn: About water and electricity, please.

Mr. Khalid Anwar: Sir, I will focus on two aspects. One electricity, the other is water. They want an answer in relation to these two, they are going to get that answer and they are going to get it now.

Sir, our problem in Karachi is this that we know that if we are talking of utilities like water and electricity. They do not think that we can't generate overnight. There is certain period. If you have a programme, if you have a schedule, it takes many years before you make adequate arrangements. Power generation system, laying down of transmission line, laying down of distribution lines, all this takes time. During the last 3 years, the entire system in Karachi had degenerated totally and I will give you a simple illustration. The Unions in Karachi Eelectric supply Corporation, were allowed to get out of hands to such an extent that overtime was being charged for upto 32 hours a day under the patronage of the Peoples Party Government. Over 200 crores, I am told, I can't ensure about that figure but the figures are massive. They are horrifying. This is a situation in relation to (KESC) Karachi Electric Supply Corporation. Now this government takes over, they can't overnight undo the massive damage of the last three years in relation to water supply. So, let us take that up.

Every citizen of Karachi knows that before drinking a glass of water in Karachi, you need to boil the water for half an hour. Every possible type of infection is to be found in the water supply lines. They have gone to the extent that they did not even bother. Here is the water pipe lines, here is the sewerage pipeline, in many cases they merge. The citizens of Karachi have been devastated and destroyed. Billions of rupees are just for the medical cost. These are the fruits, the benefits of the Peoples Party Government for the last three years.

Now Sir, we are cognizant of the problems. We are seized of the problems.

We are doing our utmost to resolve the problems. We are not magicians we can't create miracles overnight. It will take time. The devastation that they have caused in the past three years will take time and Insha Allah we will do it.

Mr. Deputy Chairman: Taj Haider Sahib.

Mr. Taj Haider: The real prices were in June, 1994 and Sir, we improved the transmission and distribution. There was no shortage last year and there was no shortage this year before, there is no shortage even now. There is a break down of law and order in Karachi and I went to see the Managing Director, Karachi Electric Supply Corporation and he told me and I told the Interior Minister at his residence that the problem in Karachi is because of law and order. I also told him that the union in Karachi Electric Supply Corporation belongs to MQM, who were threatening the Managing Director, night and day because that Managing Director happens to be the Home Secretary of the Government of Sindh in our days and he was the one, who was instrumental in controlling Karachi and eliminating terrorism from Karachi. The Managing Director is being threatened. There is a big sabotage and I have gone to the House of the Interior Minister and I have informed him about all these things a week back. Now the honourable Law Advisor is giving a completely different picture, which has no connection with the reality. I have said it one week back.

جناب رفیق احمد شیخ - جناب چیئرمین! میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہتاہوں کہ اگر وزراء کا یہی طریقہ کار ہے تو پھر ہم بھی پہلے تمہید کے طور پر جو گالیاں ہیں ان کو دے دیا کریں گے۔ Then they should be ready for that کیونکہ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ ہمارے منہ میں زبان نہیں ہے ۔ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں۔ And we can speak more vulgar and more irrelavent and more irrational than my friends on the front line of the

treasury benches. They should realize کہ میرے جیسا صابر آدمی اتنی احتیاط سے بولنے والا have to react like that ان میں سے ہر ایک کو آصف زرداری phobia ہو گیا ہے ۔ان کو پیپلز پارٹی phobia ہو گیا ہے ۔ They fail to realize for how long they have been in the Government, for how long Karachi has been in their hands, for how long the Karachi has suffered from terrorism during their regime ہر بار وہ جھوٹ کا پلندہ سمجھتے ہیں کہ بار بار بولنے سے وہ شاید پبلک کو اس طرح cater کر لیں گے اور اپنا آٹے کا بحران' بجلی کا بحران ،چینی کا بحران' پانی کا بحران جو سارے ملک میں آ رہا ہے۔Law & Order کی deteriorating situation ان کے جھوٹ بولنے سے لوگوں کی آنکھیں بند ہو جائیں گی۔ایسا نہیں ہو گا ۔وہ جتنا جی چاہے اس ایوان میں کھڑے ہو کر with privilege of this House جھوٹ بول سکتے ہیں۔ہم یہ سننے کے لئے تیار ہیں۔ but they should realize یہ کوئی یکطرفہ ٹریفک نہیں ہے ۔ پہلے مشاہد حسین صاحب کھڑے ہوتے ہیں۔ سوال کا جواب وہ دیتے ہی نہیں ہیں اور لیڈر آف دی ہاؤس ultimately has to realize میں ان کا بہت ممنون ہوں لیکن اگر مشاہد صاحب پہلے ہی کہہ دیتے کہ بھئی مجھے سیکرٹیری کے نام کا علم نہیں ہے اور وہ اس وقت کہاں ہیں۔ اپنی جہالت کو' اپنی بے خبری کو ' اپنی لاعلمی کو پوشیدہ رکھنے کے لئے اس قسم کی فضول اور لغو باتیں ہاؤس میں کرتے ہیں۔ They should realize ہم کوئی ان سے اس بات میں کمزور نہیں ہیں۔ But we keep our own respect

جناب ثناء اللہ خان زہری۔ جناب چیئرمین صاحب! اس قسم کی باتیں اس طرف سے روزانہ ہوتی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ عباسی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے مودبانہ گزارش کروں گا کہ ہمارے جو اس طرف کے بھائی ہیں ۔ نہایت ہی قابل عزت اور قابل احترام ہیں۔ میں ان کی عزت اور قدر کرتا ہوں لیکن آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی عزیز بھی ہیں۔صفدر عباسی نے کہا کہ میں اس ہاؤس کو چلنے نہیں دوں گا۔یہ اس کی غلط فہمی ہے۔ گو میں اس کی قدر بھی کرتا ہوں اور اس طرح کی باتیں کرنے سے ماحول خراب ہوتا ہے۔ دوسرا

میں اس کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے چھوٹا ہے۔ لہذا میں جب یہاں موجود ہوں تو وہ اس قسم کی بات نہ کیا کرے۔ میرا بھائی ہے اور احتیاط سے چلے اور آپ کی اجازت سے چلے۔ ابھی شیخ صاحب اٹھے انہوں نے بات اتنی بڑھا دی۔ دیکھیں جی تاریخ گواہ ہے کہ اس پاکستان کو کس نے لوٹا ہے۔ اس پاکستان کو کس نے توڑا ہے۔ اس پاکستان کے اندر جو بے حیائی اور اس قسم کے مہنگائی کے حالات کس نے پیدا کئے۔ آج آٹے کا بحران، چینی کا بحران، پانی کا بحران آ رہا ہے۔ تو پچھلے تین سال میں ان کی حکومت رہی ہے۔ یہ آج ہوش میں آئے ہیں۔ ہمیں بے ہوش کہتے ہیں۔ میں ان سے از راہ کرم التجا کروں گا کہ خدارا اس ماحول کو سیدھا چلنے دیں۔ جبکہ پوری دنیا کی، ۱۴ کروڑ عوام کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ جس طرح اعتزاز احسن صاحب اور رضا ربانی صاحب، بڑے پیار سے بات کرتے ہیں لیکن بعد میں بات کو بگاڑ دیتے ہیں۔ اسی طرح میں صفدر عباسی سے بھی ایک بھائی ہونے کے ناطے سے گزارش کروں گا کہ جذبات سے ہٹ کر جو اس کا valid point ہو وہ raise کرے۔ جہاں تک ان کو یہ غلط فہمی ہے کہ ہاؤس کو وہ نہیں چلنے دیں گے۔ ہاؤس کو ہم چلائیں گے اور انشاء اللہ چلا کر دکھائیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بس کافی ہو گیا۔ ابھی legislation کو لیتے ہیں۔ عباسی صاحب پلیز پلیز جی، کافی پوائنٹ آف آرڈر ہو گئے ہیں۔ جی عباسی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ذاتی نکتہ وضاحت پر یہ میرا حق ہے۔ میں بخدا یہ نہیں چاہتا تھا کہ میں بولوں۔ میں کچھ کہنا ہی نہیں چاہتا تھا لیکن چونکہ حاجی صاحب نے ' یہ میرے بڑے بھائی ہیں' میرا نام لے کر ایک بات کی ہے۔ تو میں ایک عرض کردوں کہ میں بالکل اس بات پر قائم ہوں۔ اس ہاؤس کے اندر لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن کا ایک استحقاق ہے۔ آپ ہمیں کچھ کہہ سکتے ہیں۔ ہم آپ کی بات عموماً مان بھی جائیں گے۔ اگر ہم سے کوئی غلطی ہوئی تو اس کو قبول بھی کریں گے۔ لیکن لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس کا ایک استحقاق ہے۔ اس ہاؤس کے اندر لیڈر آف دی اپوزیشن جب کھڑا ہوکر کوئی بات کرے تو اس طرف سے کوئی مداخلت نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر لیڈر آف دی ہاؤس کھڑے ہوکر کوئی بات کرے تو اس طرف سے کوئی مداخلت نہیں ہونی چاہیئے۔ لیڈر آف دی اپوزیشن نے آج کھڑے ہوکر ایک specific سوال کیا تھا۔ میں پھر یہ کہوں گا کہ اگر اپوزیشن کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے گا کہ

ان کے سوال کا صحیح جواب نہیں آئے گا تو میں پھر کھڑا ہوکر یہ کہوں گا کہ اس ہاؤس کونہیں چلنے دیں گے ۔ اگر راجہ صاحب نے کھڑے ہوکرجیسے کہا تو ہم بالکل خاموش ہو گئے۔ اگر وزیروں کی طرف سے اس قسم کا رویہ ہو گا۔ لیڈر آف دی اپوزیشن نے جو سوال پوچھا ہے اس کا صحیح جواب نہیں آئے گا۔ تو میں بخدا پھر کھڑے ہوکر کہتا ہوں کہ یہ ہاؤس نہیں چل سکے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی حافظ فضل محمد صاحب ۔

حافظ فضل محمد ۔ شکریہ جناب عالی ! دونوں طرف سے عباسی حضرات کے خون میں جوش اور جلال کا منظر ہم دیکھ رہے ہیں ۔ ایک دوسرے کو یہ دھمکیاں دے رہے ہیں کہ ہم ہاؤس کو چلنے نہیں دیں گے ۔ میرے خیال میں یہ ان دونوں کے ذاتی جذبات ہیں۔ جہاں تک ہاؤس کے چلنے کا مسئلہ ہے ۔ یہ ہاؤس ان دو حضرات کی ملکیت نہیں ہے ۔ یہ ہاؤس پورے ملک کے عوام کا ایک نمائندہ ادارہ ہے ۔ لہذا ہم ہر دو حضرات کو یہ اجازت قطعاً نہیں دیں گے کہ وہ آپس کی ذاتی الجھن اور عداوت کی بنیاد پر ہاؤس کو جام کر دیں۔ یہ ان کا استحقاق نہیں بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی حئی صاحب ۔

iv) Re: DESTRUCTION OF DOZENS OF HOUSES IN ISLAMABAD COLONY, ISLAMABAD WITH BULLDOZERS BY C.D.A.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب والا!میں اس معزز ایوان میں یہ عرض کروں گا کہ سینٹ کا ایک بہت بہترین ماحول ہے اور ہمیشہ ایک مثبت ماحول رہا ہے ۔ میں حیران ہوں کہ اب ایسی کوششیں ہو رہی ہیں جو میری اپنی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ حکومت کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی مثبت پالیسیوں کا اجراء کرے اور واضح کرے اور جو سوالات ان سے کئے جائیں ان کا جامع جواب دیں۔ اس کا صحیح جواب دیں ۔ ان کے پاس پوری اطلاعات ہونی چاہیئیں ۔ وہ اپنی کمزوریاں، کوتاہیاں اس طرح ظاہر کرتے ہیں ۔ بھئی پیپلز پارٹی نے ایسا کیا ۔ لیکن اگر اس نے ایسا کیا تو اس کو مینڈیٹ بھی نہیں ملا ۔ اب تو اس معزز ایوان میں یہ طریقہ کار نہیں ہے ۔ اگر آپ سمجھتے

ہیں کہ پیپلز پارٹی نے اچھا کام نہیں کیا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی آڑ میں آپ اچھے کام نہ کریں ۔ اس کی وضاحتیں کرتے پھریں ۔ پھر تو ایسا ہونا چاہیئے کہ اس معزز ایوان میں دو تین دن رکھتے ہیں ۔ دونوں اپنی اپنی بھڑاس نکال لیں ۔ یہ اس طرح سے جناب کیسے کام چلے گا ۔

جناب میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں حزب اقتدار کی سب سے زیادہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ماحول کو سازگار رکھے ۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ یہاں جو جوابات ملتے ہیں یا جس انداز میں کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ مناسب نہیں ہے ۔ ٹھیک ہے آپ ڈیبیٹ رکھیں ۔ پچھلی حکومت نے کیا کام کیا ۔ آپ کی حکومت نے یہ بہتر کام کیا ۔ تو آپ بہتر کریں گے تو لوگ اس کی تعریف کریں گے۔ یہ نہیں ہے کہ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے سے آپ پس منظر میں چلے جائیں گے۔ جو حقائق ہیں وہ لوگوں کے سامنے آئیں گے۔ مگر یہ ایک طریقہ کار نہیں ہے۔ ایک مثبت ماحول ہونا چاہیئے دوستانہ ماحول ہونا چاہیئے۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے درمیان جو دوستانہ روابط ہیں ہم اس کا فروغ چاہتے ہیں ۔ میں دونوں اطراف کو یہ گزارش کروں گا کہ ایوان کے ماحول کو خوبصورت اور بہتر رکھیں ۔ اور دوستانہ ماحول رکھیں ۔

ایک چھوٹا مسئلہ جو وزیر داخلہ سے تعلق رکھتا ہے ' وہ یہ ہے کہ یہاں اسلام آباد میں' سی ڈی اے نے نورپور شاہاں میں جو اسلام آباد کالونی ہے' یہاں پر بلڈوزر چلا کر درجنوں مکانات مسمار کردیئے۔ دو بچے بھی شہید ہوئے اور ان کا جو مال و متاع تھا' غریب لوگوں کا وہ بھی بلڈوزر کی نذر ہوگیا۔ کوئی نوٹس نہیں دیا گیا۔ کمال کی بات یہ ہے کہ وہاں سی ڈی اے کا جو ملازم تھا اس کا ایک مکان تھا وہ محفوظ رہا' وہ ٹھیک ہے۔ باقی جتنے درجنوں مکانات تھے وہ منہدم ہو گئے ہیں اور ان کو یہ اذیت دی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وزیر داخلہ کو اس پر توجہ دینی چاہئیے اور کم از کم ایسے ظالمانہ اقدامات نہ ہوں جس سے بچے بھی شہید ہوں اور ہماری مائیں بہنیں جو ہیں وہ بھی دھوپ میں پڑی رہیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ کوئی نوٹس ہونا چاہئیے کوئی متبادل جگہ دینی چاہئیے اگر وہ کچی آبادیاں ہیں۔ کم از کم انہیں انسان سمجھنا چاہئیے غریب لوگوں کا خیال رکھنا چاہئیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جی میاں رضا ربانی صاحب۔

V) Re: INTER-MINISTERIAL TENDERING COMMITTEE.

میاں رضا ربانی - جناب چیئرمین! میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں۔ Before I come to my point of order. میں صرف ماحول کے سلسلے میں دو لفظ کہنا چاہتا ہوں کہ دوست جو ہیں وہ ایسے ہی تھوڑا سا خاص طور پر ہماری طرف سے ناراض ہو رہے تھے، خالد انور صاحب کے جواب کے اوپر یہ درست ہے کہ ابھی انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے اور وہ ریکارڈ پر ہے کہ وہ پچھلے تیس سال سے کراچی میں مقیم ہیں لیکن اب وہ بہر حال have vote, will travel یا جس کو اردو میں اگر Translation کر لیں تو ان کا گشتی ووٹ صوبہ سندھ سے صوبہ پنجاب منتقل ہو گیا ہے، تو وہ کراچی کے حالات سے اتنا واقف نہیں ہیں۔ ایک آدمی جو کراچی میں رہتا ہو وہ ہو سکتا ہے جناب والا! Coming to my point of order میں اتنا کہنا چاہوں گا کہ یہاں پر، ایک ہفتہ ہوا ہے تقریباً، ایک سوال اٹھا تھا wheat کے سلسلے میں تو اس سوال کے ضمنی میں، میں نے ایک سوال کیا تھا اور میں نے وزیر موصوف سے یہ دریافت کیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ پہلے wheat کی Tendering جو ہے وہ واشنگٹن میں پاکستان کے سفارتخانے میں ہوتی تھی اور وہ اس وقت کی جاتی تھی کہ جب EEP پروگرام تھا کہ Department of Agriculture United States اپنے فارمرز کو سب سڈی دیا کرتا تھا اور پاکستان کو اس سے تھوڑا سا Advantage تھا تو وہ وہاں پر کی جاتی تھی لیکن جب وہ EEP پروگرام ختم ہوا تو وہ Tendering واپس اسلام آباد لائی گئیں اور ایک Inter Ministerial Tendring Committee بنی

(interruption)

Mr. Deputy Chairman: Yes please, Rabbani Sahib.

Mian Raza Rabbani: Sir this is a point of order, the Minister should have respect for the Chair she must stand up, this is the fourth time that she is sitting on her chair refusing to get up and take the pains of getting up and addressing the Chair. If this is the respect that the Minister have for the Chair then Lord help the Parliamentary Form of the Government! and Lord help the supremacy of Parliament! and the government and I am on a point of order sir, if the

honourable Minister wishes to address me she should address me through you, if she is unaware of parliamentary practices despite being in Parliament for ages, and ages and ages then that is not my fault. She should, perhaps, go to a school for parliamentary training and then come back over here. Sir she should address me through you. Sir the Minister should address me through you, this is no way of behaving in parliament. I am on a point of order, the Minister should have the patience to hear my point of order.

Syeda Abida Hussain: What is his point of order.

(interruption)

Mian Raza Rabbani: Sir is she scared because the facade with which she is mascarading is going to be exposed? Is this the manner sir? The Minister should address me through you. This is no manner in which the Ministers are behaving.

(interruption)

Mr. Deputy Chairman: Yes, Mr. Rabbani.

Syeda Abida Hussain: Who wants to run a school for parliamentary training let me tell you Mr. Chairman, how we can justify this as a point of order, as far casting his expersion, I want to remind him my name is not Benazir Bhutto and My name is not Asif Ali Zardari. They are used to be looters and plunders. They are part of a looting and plundering racket and as looters and plunders...

(interruption)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اعتزاز احسن صاحب۔

چوہدری اعتزاز احسن: جناب چیئرمین صاحب! میں پھر ایک دفعہ آپ کی وساطت سے راجہ ظفر الحق صاحب سے اپیل کروں گا' ایک دفعہ راشدی صاحب نے کہا تھا کہ بے بس سے ہو گئے ہیں لیکن

مجھے اس حقیقت پر یقین ہے کہ وہ بے حس نہیں ہوئے۔ ابھی آپ نے خود دیکھا کہ وزیر صاحبہ مسلسل پہلے آپ سے سیٹ پر بیٹھ کر کلام فرماتی رہیں ہیں، پھر جناب چیئرمین صاحب! آپ نے یہ ملاحظہ بھی فرمایا کہ وہاں سے جب رضا ربانی صاحب ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں اگر ان کو یہ اعتراض ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے تو وہ ابھی تک سینٹ کی روایات سے ناواقف ہیں۔ آپ اگر پچھلے تین، چار یا چھ سال کی کارروائی دیکھ لیں تو اس میں بڑے بڑے لمبے لمبے پوائنٹ آف آرڈر ہوتے رہے ہیں۔ جناب والا! میں اس وقت اور کوئی بات نہیں کروں گا۔ جناب چیئرمین! میں اپوزیشن کی طرف سے کہہ رہا ہوں۔ بیگم عابدہ حسین آپ اپنی سیٹ پر نہ ہم پر جملے کسیں گی اور نہ آپ سے بات کریں گی۔ اس طرح یہ بات نہیں ہو سکتی۔ یہ ہاؤس کی کوئی روایات نہیں ہیں۔ یہاں کوئی اتنی بڑی شخصیت نہیں ہیں کہ جس کو بیٹھ کر جملے کسنے کا اختیار ہو۔

میاں رضا ربانی ۔ جناب والا! اب یہ اس طرح نہیں ہو گا۔ اگر وزراء کا اپوزیشن کے ساتھ یہ رویہ رہا تو پھر وہاں سے بھی کوئی نہیں بولے گا اور پھر راجہ صاحب بھی نہیں بول سکیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب ربانی صاحب!please آپ بیٹھ جائیں۔ جی اعتزاز احسن صاحب۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کے ذریعے جو مسلم لیگ کے دوسرے سینیٹرز ہیں اور جو ان کے اتحادی ہیں، جو اٹھ اٹھ کر ہمیں ٹوکتے رہے ہیں ۔ میں ان کی جانب دیکھتا ہوں اور پوچھتا ہوں ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ برائے مہربانی آپ سب بیٹھ جائیں۔ جی اعتزاز احسن صاحب۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر اجمل خٹک صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ آج سارا دن انہوں نے وزراء کا رویہ دیکھا ہے ۔ کراچی کے پانی اور بجلی کے متعلق بات ہوتی ہے تو یہ شروع ہو جاتے ہیں، پہلے جواب یہ دے رہے ہیں کہ وہاں پیپلز پارٹی نے خون کی ندیاں بہا دیں ۔بھئی پانی اور بجلی کی بات ہو رہی ہے blood is thicker than water. اس طرح آپ بات کو کہاں لے کر جا رہے ہیں ۔ اگر ان سے بات ہوتی ہے، تو وہ بیٹھ کر بات کرتی ہیں ، کسی سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ جواب دینے کو تیار نہیں ہے ۔ جناب والا! یہ ہاؤس کس طرح چلے گا ۔ جناب! میں پوچھتا ہوں کہ میں آپ سب کے جذبہ انصاف سے

اپیل کرتا ہوں اور سارے ساتھیوں کو کہ یہ وزراء آپ کو برباد کر رہے ہیں ، آپ کی حکومت کو ختم کر رہے ہیں ۔ یہ ان کی سازش ہے ۔ جناب چیئرمین صاحب ! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ کے ہاتھ میں جو اتھارٹی ہے آپ خدا را! آج ایک آدھ رولنگ دے دیں۔ چاہے بعد میں مانی جائے یا نہ جائے۔ یہ رولنگ دیں کہ کوئی وزیر بیٹھ کر آپ سے خطاب نہیں کر سکتا۔ آپ محترمہ کا نام نہ لیں ، ویسے کہہ دیں۔ دوسرا کہ کوئی وزیر irrelevant بات نہیں کر سکتا۔ تیسرا یہ فرما دیں ، یہ آپ کے رولز ہیں کہ کوئی وزیر cross talk نہیں کر سکتا۔ یہ رولز کے متعلق بے چین کیوں ہو رہے ہیں۔ انہوں نے اتنا بھاری مینڈیٹ لیا ہوا ہے ، لوگ ان سے چاہتے ہیں کہ یہ کوئی کام کریں، ہم چاہتے ہیں ہر اچھے کام میں ان کا ساتھ دیں گے۔ لیکن یہ اس طرح کریں گے تو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ میرا خیال ہے 'جناب اب میں کیا کہوں کہ شاید یہ کنٹرول کرنا آپ کے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔ میں تو اس پر کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن میں راجہ صاحب کو پھر اپیل کروں گا، وہ لیڈر آف دی ہاؤس ہیں کہ راجہ صاحب خدارا ! اور چیئرمین صاحب خدارا ! یہ please ایک دفعہ ریکارڈ کے لئے فرما دیں کہ ہاؤس میں بیٹھ کر بات نہیں ہو سکتی، یہ فرما دیں کہ آپ کو بیٹھ کر address نہیں کیا جا سکتا، یہ فرما دیں کہ یہ ir-relevant باتیں نہیں کی جا سکتیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی بیگم صاحبہ۔

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب چیئرمین ! چونکہ فاضل Leader of the Opposition آپ کی کرسی کا کام بھی کرنا چاہتے ہیں، ہمارے قائد راجہ ظفر الحق صاحب کی جگہ بھی لینا چاہتے ہیں، مجھ غریب کی وزارتوں پر بھی ان کی میلی آنکھ پڑتی رہتی ہے۔ تو اس سارے معاملے کا حل یہ ہے چونکہ یہ نہایت تجربہ کار پارلیمانی نظام کے اتنے بڑے ستون ہیں اور پارلیمانی طور حکومت ان دو وکلاء صاحبان کے ہاتھوں اتنی زیادہ تقویت حاصل کرتی رہی ہے۔ تو میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ ان Leader of the Opposition of the Upper House سے فرما دیں کہ وہ آ جائیں، ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں ، وہ وزارت جو ان کی حکومت نے ان کو نہیں دی تھی ، انہیں ہم چار وزارتیں دیتے ہیں ، یہ آ کر بیٹھ جائیں ان کا تمام غبار ، تمام غصہ ، تمام جو ناراضگیاں ہیں، جناب چیئرمین! آپ سے، قائد حزب ایوان سے اور وزراء سے۔ ہم ان کا ازالہ کرتے ہیں۔ یہ آ جائیں ہم ان کو ایک نہیں دو وزارتیں دے دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی اکرم شاہ صاحب۔

جناب اکرم شاہ خان۔ شکریہ، جناب چیئرمین! آج سینٹ میں جو مناظر دیکھنے میں آئے شاید سینٹ کی پچھلی تاریخ میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا ۔ جب سے نئی حکومت بنی ہے تو یہاں پر اکثر وزراء کے جوابات میں کچھ کمی ، کچھ کمزوریاں ، جن کا یہ کہہ دیتے تھے کہ ہم چونکہ نئے نئے آئے ہیں ، اتنی معلومات نہیں ہے ، کام کابوجھ زیادہ ہے تو اس کو برداشت کیا جا سکتا تھا لیکن اب جبکہ موجودہ حکومت کو اتنا بڑا مینڈیٹ ملا ہے اور ہمارے پورے ملک کے عوام کی ان پر بہت زیادہ امیدیں ہو چلی ہیں کہ شاید موجودہ حکومت میں ہمارے ملک کے مسائل حل ہوں گے۔ اور موجودہ حکومت نے واقعی کچھ ایسے steps اٹھائے ہیں جو کہ ہماری قوم کے لئے قابل تحسین ہیں ، آئین کے حوالے سے ، اقتصادیات کے حوالے سے ، ملک کے سیاسی ماحول کو بہتر بنانے کے حوالے سے ۔ لیکن جناب چیئرمین! کچھ دنوں سے ہم جو یہاں سینٹ میں دیکھ رہے ہیں کہ یہاں قصداً ماحول کو خراب کیا جا رہا ہے اور اس وجہ سے ہماری عوام کو جو ایک امید ہو چلی تھی وہ مایوسی میں تبدیل ہو رہی ہے۔یہاں پر راجہ ظفرالحق صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ، اجمل صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے دوسرے بڑے اکابرین بیٹھے ہوئے ہیں ، میری ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنی پارلیمانی پارٹی میں جناب میاں صاحب سے اس کی بات کریں کہ آیا وہ حکومت جس کو اتنا بھاری مینڈیٹ ملا ہے اورجس نے واقعی بنیاد بڑی اچھی رکھی ہے ، یہاں پر انہوں نے آئینی طور پر ، اقتصادی طور پر اور معاشی طور پر اصلاحات کیں۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ ایک سازش کے ذریعے ، جان بوجھ کر ، حالانکہ اس میں بڑے سنجیدہ لوگ ہیں ، عمر رسیدہ لوگ ہیں کہ اس طریقہ سے غیر سنجیدہ انداز میں ، غیر سنجیدہ طریقے سے سینٹ میں آج جو کچھ سارا دن کارروائی کے دوران ہوتا رہا وہ انتہائی افسوس ناک ہے۔

جو ابتداء تھی وہ بڑی اچھی تھی ، اپوزیشن کی طرف سے بھی۔ ابھی یہاں کل اتفاق رائے سے بل پاس ہوا۔ اس سے پہلے اکثر جو ہمارا قانون سازی کا عمل ہوتا رہا وہ اتفاق رائے سے ہوتا رہا ہے ۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آخر نقطہ کیا ہے ، مثلاً Leader of the Opposition ہیں ان کا ایک حق ہے، ان کا استحقاق ہے، انہوں نے ایک سوال پوچھ لیا فرض کریں وہ irrelavent بھی ہے۔ مگر وہ Leader of the Opposition ہیں۔ اس پر پورا ایک گھنٹہ ہنگامہ کیا گیا۔ بعد میں راجہ صاحب کی بڑی مہربانی ، ان کو اٹھ کر کہنا پڑا کہ ابھی چونکہ اس کا جواب نہیں ہے کل اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں تھی کہ اس کو فساد کی بنیاد بنایا جاتا۔ اسی طرح سے ابھی جو بات یہاں پر کراچی کے حوالے سے ایک پوائنٹ آف آرڈر پر کی گئی، مجھے انتہائی افسوس ہوا۔ میں قدر کرتا ہوں مشیر برائے قانون و انصاف کی لیکن جناب وہ نہیں سن رہے تھے ان کی بات

کو اور پھر اٹھ کر کھڑے ہوکر کہہ دیا کہ کراچی میں یہ ہو رہا ہے وہ ہو رہا ہے۔ سیدھی سی بات تھی کہ وہاں پر پانی کا یہ مسئلہ ہے۔ تو جناب چیئرمین! میری تمام دوستوں اور خصوصاً جو ہمارے اکابرین یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ، اجمل خٹک صاحب ہیں' خدائے نور صاحب ہیں اور راجہ صاحب ہیں' ان سے درخواست ہے کہ یہ جو ماحول بنا ہوا ہے ' ہمارے عوام کو بہت عرصے کے بعد جو ایک امید ہوئی ہے' اب اس کو جان بوجھ کر بغیر اس کے کہ ایک طرف سے کہا جاتا ہے کہ سیکرٹری کا نہ بتاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں جاتے۔ اس پر آدھے گھنٹے سے جھگڑا ہے۔ یہاں پر پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بات کی جاتی جس کا بڑے اچھے طریقے سے جواب دیا جاتا۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر حکومت جس کو اتنا بھاری مینڈیٹ ملا ہے' ان کی ذمہ داریاں زیادہ ہیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ وہ بردباری سے کام لیں۔وہ فراخدلی سے کام لیں۔ اتنی چھوٹی سی اپوزیشن ہے ہماری' اگر کبھی کبھی یہاں سے کچھ زیادتی بھی ہو تو حکومت کو چاہئے کہ وہ اس کو برداشت کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ خدائے نور صاحب۔

vi) Re: A NEWS ITEM IN A DAILY NEWSPAPER "PAKISTAN" THAT ON 2nd April, 1997, THE AMERICAN SENATE RESOLVED THAT THE DEVELOPMENT OF UN POLICE FORCE ON LOC IS USELESS.

جناب خدائے نور: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک اخباری بیان کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ آج یہاں ماحول بہت زیادہ گرم ہے۔ اصل چیز کی طرف کسی کی توجہ جاتی ہی نہیں۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ "پاکستان" اخبار میں ایک خبر ہے جوکہ ایک خبر رساں ایجنسی کے ذریعے سے ہے اور وہ خبر ہے کہ امریکہ نے کنٹرول لائن پر اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین کو غیر ضروری قرار دے دیا ہے۔ ایک تجویز امریکی سینٹ میں ۲ اپریل کو پیش ہوئی لیکن پاکستانی سفارتکار سوئے رہے اور انہیں اس کا علم ۱۹ مئی کو ہوا۔ جناب والا! یہ ایک بہت اہم بات ہے۔ اگر واقعی اس میں کوئی صداقت ہے اور جیسے یہ کہا جا رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے سفارتکار جہاں پر بھی ہیں ' پہلے ہم سوچ رہے تھے' معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ وہ

رات کو بے ہوش ہوتے تھے لیکن آج کل دیکھ رہا ہوں کہ وہ دن کو بھی ہوش میں نہیں ہوتے۔ وہاں پر وہ صرف عیش و عشرت کے لئے گئے ہیں۔ تو وزارت خارجہ سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ ان کا نوٹس لیں اور ان سفارتکاروں کو جو ہمارے نمائندے بن کر وہاں بیٹھے ہیں۔ اگر ملک کے خلاف کوئی سازش وہاں ہو رہی ہے تو اس کی نشاندہی کریں لیکن یہ ہو نہیں رہا۔ آج اس خبر کے حوالے سے یہ ملک کے لئے ، کشمیر کے لئے بہت اہم خبر ہے۔ چونکہ شاید یہاں پر وزیر خارجہ نہیں ہیں ،میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس کی وضاحت کریں کہ اس خبر میں صداقت ہے یا یہ من گھڑت ہے۔ یہ بہت اہم خبر ہے۔ اس کی وضاحت ہونی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی اکرم ذکی صاحب۔

جناب محمد اکرم ذکی۔ میں جناب قائد حزب اختلاف کی بہت عزت کرتا ہوں ۔ انہوں نے اپنے بیان میں جو باتیں کہیں کہ ہمیں قوانین کے مطابق چلنا چاہیئے اور اس ایوان کا احترام برقرار رکھنا چاہیئے ، میں ان سے اتفاق کرتا ہوں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ جب وہ خود تقریر فرما رہے ہوتے ہیں تو ان کی اپنی پارٹی سے ۲ آدمی کھڑے ہوکر بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ کے ذریعے میری ان کو یہ درخواست ہے کہ وہ اپنی پارٹی کے لوگوں کو یہ ہدایت کریں کہ کم از کم جب وہ خود تقریر فرما رہے ہوں تو وہ نہ بولیں۔جناب چیئرمین ! انہوں نے اپنے بیان کے دوران ایک فقرہ بولا کہ آپ اس ایوان کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں یہ اس ایوان کے احترام اور عزت کے منافی ہے اور اسے آج کے ریکارڈ سے خارج کیا جائے۔ شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی خارج کیا جائے اگر ہے تو ۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب یہ میرے الفاظ ہیں ہی نہیں جو انہوں نے سنے ہیں ۔ آپ ساری ٹیپ پہلے سنیں ، یہاں موجود ہے اس کے بعد آپ فیصلہ دیں ۔ میں نے یہ الفاظ بالکل استعمال نہیں کئے ۔میں آپ کو بار بار اپیل کرتا رہا ہوں کہ آپ کنٹرول کریں۔ اگر یہ بات ہو ، آپ ٹیپ سن لیں ، یہ آپ نے بات کی ہے ، انہوں نے بات کی ، میں سوچ رہا تھا آپ مجھے پوچھیں گے ۔اور آپ نے یکطرفہ فیصلہ دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے کہا ہے کہ اگر ہو تو ان کو حذف کیا جائے ۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ نہیں جناب اگر نہیں ۔ اگر ہیں یا نہیں ہیں ۔ میں تردید کرتا ہوں۔ یہ ٹیپ سنیں اور پھر فیصلہ کریں یہ کیسے ہوسکتا ہے ذکی صاحب سوتے سوتے اٹھتے ہیں

اور پھر سوتے سوتے بات کرتے ہیں جب رعنا شیخ یا نجم الدین شیخ کا مسئلہ آئے فارن آفس کے وقت' اس وقت یہ جاگ رہے ہوتے ہیں باقی وقت یہ اونگھ رہے ہوتے ہیں۔ انہوں نے میری باتیں جب سنی ہی نہیں تو یہ کیسے مجھ سے منسوب کر رہے ہیں۔ یہ میں نے نہیں کہا ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی پراچہ صاحب۔

جناب احسان الحق پراچہ ۔ جناب چیئرمین! میں نے جون کے پہلے ہفتے میں اپنے میڈیکل چیک اپ کے لئے باہر جانا ہے اور باہر جانے کے لئے میں نے اپنے سینٹر سروسز سنٹر کو پاسپورٹ ویزے لگوانے کے لئے دیئے ۔ آج مجھے جایا گیا ہے کہ سوئٹزرلینڈ کی ایمبیسی نے بتایا ہے کہ وزارت خارجہ کا ایک خط آیا ہے کہ کسی پارلیمنٹیرین کا ویزہ نہ لگائیں جب تک کہ وزیراعظم سیکرٹریٹ سے این او سی نہ لیا جائے۔ اس کے متعلق ہمیں کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ مجھے ویزہ لگوانا ہے اپنے میڈیکل چیک اپ کے لئے' میرا نام وزارت داخلہ کی ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں بھی نہیں ہے۔ میں نے جون کے پہلے ہفتے میں جانا ہے اگر یہ ہدایات ہوسکتی ہیں تو اپنی سرکاری پارٹی کے لئے ہوسکتی ہیں تاکہ ممبران نیشنل اسمبلی اور سینٹ کے اجلاس میں رہیں' اپوزیشن کے لئے نہیں ۔ میں یہ چاہوں گا جناب کہ لیڈر آف دی ہاؤس یا وزیر داخلہ اس کا پتہ کرکے مجھے اطلاع دیں آیا واقعی کوئی ہدایات جاری کی گئی ہیں' اگر نہیں کی گئیں تو پھر بھی مجھے بتایا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وزیر داخلہ صاحب اس کی clarification کریں جی۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین وسیم سجاد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا لگتا تو نہیں ایسی کوئی بات ہوئی ہو بہرحال پتہ کرکے بتا سکتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ پوائنٹ آف آرڈر تو بہت ہوچکے ہیں' میں سنتا رہا ہوں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر پراچہ صاحب کا raise ہوا ہے اس کا جواب دے دیں ۔میں نے سب سن لئے ہیں۔ پراچہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے I know اس کا جواب آنے دیں I know, but اس کا حل کرنے کا بھی تو کوئی طریقہ ہے ناں۔ میری بات تو آپ سن لیں کہ پہلے مجھے خود اس کی تحقیق کر لینے دیں ۔ مجھے پتہ کرنے دیں کہ کیا مسئلہ ہے اور پھر میں آپ کو بتاؤں گا کہ کیا بنا ہے جی فرمائیے

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ میری اطلاع کے مطابق تو چوہدری صاحب کی منسٹری کے معاملات میں چوہدری صا حب کی چل ہی نہیں رہی ۔ چوہدری صاحب نے اپنی authority applique کرکے احتساب سیل وزیراعظم سیکرٹریٹ کو دے دی ہے اور اس کی وجہ سے بیچاروں کو پتہ ہی نہیں چل رہا ہے کہ کیا ہو رہا ہے، کیوں ہو رہا ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ خدا کا واسطہ ہے اپنی اتھارٹی کو واپس لیں اور اپنی اتھارٹی کو استعمال کرتے ہوئے پراچہ صاحب کو بھیجیں۔

جناب چیئرمین ۔ کافی پوائنٹ آف آرڈر ہو گئے ہیں Now let us proceed to legislation. میں خود بھی پتہ کر لوں گا آپ مجھے چیمبر میں مل لیں اس کے بعد میں پتہ کر لوں گا اور کاغذ منگوا کر دیکھ لوں گا ۔ نہیں جی حاجی صاحب Now we proceed to legislation. Sorry, please sit down. کل کون تقریر کر رہا تھا ۔ کون اور بولنا چاہے گا ۔ عالی صاحب پہلے فرما دیں ۔

جناب جمیل الدین عالی ۔ بہت شکریہ، جناب مہربانی۔ میں نے بہت غور سے سنی ہیں تقریریں میں کوشش کروں گا کہ میں بھی کوئی اچھی بات کروں۔ میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آج بہت دیر بعد ہاؤس کی وہ کارروائی شروع ہوئی جس کے لئے یہ ہاؤس کہا جاتا ہے کہ قائم ہوا ہے۔جناب والا! میں اس بل کی پرزور تائید کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں آپ کی اجازت سے اور اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں علاوہ ان باتوں کے جو کل کہی گئی ہیں اور جو آپ نے فرمایا کہ ان دلائل کو دہرایا نہ جائے کہ یہ شادیوں پر اصرار اور جہیز کے مسائل، بہت جہیز دینا، جہیز کی نمائش ان سب پر ایک 1973-74 campaign میں چلی تھی جس میں اپنی حد تک ، اپنے کالم میں، میں نے مہینوں لکھا اور کراچی میں ان شادیوں کے آگے جو ہزار، ہزار اور دو، دو ہزار افراد کی ہوا کرتی تھیں طلباء و طالبات کے مظاہرے بھی کرائے اور لیڈروں ، لکھنے والوں نے اور راہنماؤں، سماجی کارکنوں نے لاہور ، راولپنڈی اور خاص طور پر ملتان سے اس کی تائید میں لکھا ، بولے اور جلسے کئے۔ اس کے نتیجے میں 1975ء میں بھٹو صاحب کی حکومت نے (اللہ ان کو بخشے) ایک بل پاس کیا جس کی رو سے جہیز کی نمائش پر پابندی لگائی گئی، جہیز کی فراوانی پر پابندی لگائی گئی۔ کوئی طریقہ تو وضع نہیں کیا جا سکا کہ اس کو کیسے چیک کیا جائے کہ کون جہیز زیادہ دے رہا ہے یا کم دے رہا ہے لیکن بہرحال وہ قانون موجود تھا۔ میں نہیں سمجھتا کہ statute book سے کہاں غائب ہو گیا اور اس میں اس قانون کا حوالہ بھی دیا گیا ہے کہ وہ قانون موجود تھا۔ جو کچھ ہوسکتا تھا اسی قانون میں adjust کرتے لیکن بہرحال وہ اپنی جگہ موجود ہے اور عمل اس پر بھی نہیں ہوا ، اس پر بھی مجھے شبہ ہے کہ کچھ عمل ہوگا کہ نہیں۔ قانون کی

تائید تو میں کرتا ہوں لیکن اس reservation کے ساتھ کہ بہتر ہے گورنمنٹ وہ احتسابی کمیٹی یا تو بہت جلدی قائم کر دے۔ وہ ایک نہیں ہو گی بلکہ پورے ضلع میں قائم ہو گی کیونکہ قانون یہ کہتا ہے کہ

No court will take cognizance of the offence unless pointed out or brought out by the Ehtesab Committee concerned.

گو ویسے ہی اس قانون کو بنا کر بھی لنگڑا کر دیا گیا ہے۔ جب پرائم منسٹر صاحب اس قانون کو بنا رہے تھے تو لوگ بھی بہت خوش ہو گئے تھے ، چاروں طرف سے واہ ، واہ بھی ہوگئی تھی لیکن اس کے بعد خود ایک تھوڑے سے vested interest یعنی مفاد پیوستہ کرنے اور خاص طور پر کراچی کے علاقے جہاں میں رہتا ہوں انہوں نے زیادہ اعتراض بلند کیا ہے یہ بھی کہ لاہور سے گوجرانوالہ بارات آکر واپس چلی جائے اور وہ کچھ نہ کھائیں پیئیں ۔ کھانے پر تو پابندی نہیں ہے وہ جہاں سے چاہیں کھانا کھا سکتے ہیں۔ کراچی میں اس کے لئے یہ کہا جا رہا ہے بڑا کروڑوں روپے کا نقصان ہو جائے گا، بزنس تباہ ہوجائے گا، مجبور ہو جائیں گے ، بے روزگاری ہو جائے گی۔ جناب والا، یہ تو آپ جس برائی کو بھی روکنا چاہیں گے اس برائی میں پوری قطاریں کی قطاریں ملوث ہوتی ہیں۔ جو بے کار ہو جاتے ہیں، جن کے مفادات ختم ہو جاتے ہیں۔1849ء میں جب چین کے بادشاہ نے افیون کی تجارت منع قرار دی تھی تو انگریزوں نے مقامی لوگوں کو جو لاکھوں میں تھے، فنانشل ، ریٹیلر، ہول سیلر ان سب کو جمع کر کے ایک جنگ شروع کر دی تھی شاہ چین کے خلاف اور pearl river میں ان کے جہاز گھس گئے تھے اور آج تک اس کو gun boat diplomacy کہا جاتا ہے کہ گن لے کر آگئے اور بادشاہ سے اس کا آرڈر rescind کرا کے رہے۔ اس جنگ میں جو کہ افیون کی فروخت کے خلاف شاہ چین نے اپنی رعایا کی صحت عامہ کے حق میں جو قانون پاس کیا تھا اس کے خلاف انگریزوں نے، خود چینیوں کی مدد سے اس قانون کو کینسل کرا دیا تھا یہ بھی تاریخ ہے۔ یہ تو بہت معمولی اور پتلا قانون ہے جو اس وقت لایا گیا ہے اس میں کچھ شادی کے پچاس ساٹھ ہال ہیں کراچی میں جو تجارتی بنیادوں پر چلتے ہیں کچھ پانچ دس caterer ہیں وہ انہوں نے بڑی monopoly کر لی ہے وہ کوئی اور بزنس کر سکتے ہیں ویسے بھی کراچی میں اور لاہور میں کھانے پینے کا بہت زیادہ شوق ہے۔ ویسے ہی گھروں پر بہت ہوتا رہتا ہے۔ تو صرف اس خاطر، اور مجھے افسوس ہے کہ اس معاملے میں مجھے کچھ کراچی کے احباب سے کھلا اختلاف کرنا پڑ رہا ہے جنہوں نے قومی اسمبلی میں اس بل کی جزواً مخالفت کی تھی۔ انہی

لوگوں نے جنہوں نے مجھے سینٹ میں از راہ کرم بھیجا ہے ان میں سے ایک صاحب نے اپنی پارٹی کے مینڈیٹ کے بغیر اپنی ذاتی سطح پر اس بل کی مخالفت کی تھی اور یہاں سے میں ان کی مخالفت کی جرات کرتا ہوں اور یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ پورے اہل کراچی کا نقطہ نظر نہیں تھا اور نہ ہو سکتا ہے اور نہ لاہور کا۔ اگر کوئی کہے تو میں جانتا ہوں لاہور کو، پورے لاہور کا نقطہ نظر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہاں زیادہ تر پاکستان میں غریب بستے ہیں اور زیرمتوسط طبقہ بستا ہے اور متوسط طبقہ بھی۔

اگر آپ غور کریں ہماری اکانومی پر کہ ہم کتنا خرچ کر رہے ہیں ہزار، ہزار، پانچ، پانچ سو آدمیوں کو کھانا کھلائیں، ایک مہندی ہو، نکاح پر بھی تقریب ہو۔ کراچی میں تو جناب چیئرمین! میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں میری آنکھوں نے پچھلے دو سالوں میں اور میرے پاس ریکارڈ پڑے ہیں، میری تحریروں میں وہ سب آ رہے ہیں کہ ایک شادی پانچ پانچ دعوت نامے کرا دیتی ہے۔ پہلے تو صرف ایک نکاح کا، ایک ولیمے کا، لڑکی کی طرف سے اب مہندی الگ ہے، پھر اس میں اللہ معاف کرے، میلاد کا نام بھی ایک میں ڈال دیا جاتا ہے جو کہ بہت اچھی چیز ہے ویسے بھی ہونا چاہیئے لیکن اس کے ساتھ منسلک کر دیاجاتا ہے، منگنی الگ چیز ہے۔ جناب چھ چھ سات سات کھانے منگنی کے حوالے سے اور اس طرح پھر شادی کے حوالے سے اور ولیمے کے حوالے سے جناب کوئی حد ہوتی ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی تھی جب پرائم منسٹر صاحب نے، میں تو اس وقت سینٹ میں بھی نہیں تھا، جب اس قانون کا اعلان کیا اور اس کو ایگزیکٹو آرڈر کے ذریعے نافذ کیا گیا تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کی مخالفت کسی طرف سے بھی، آخر کس بنا پر کی جائے گی، ہماری بیٹیوں میں آج نہ آئندہ کوئی حضرت فاطمۃ الزہرہ سے (نعوذ باللہ) نہ ان سے افضل نہ ان جیسی۔ نہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بہتر کوئی نوجوان ہو سکتا ہے، کہ جس کی شادی کا واقعہ تاریخ میں۔ شیعہ، سنی تاریخ میں بالکل ایک جیسا ہے کہ جس سادگی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کی اپنے سگے چچا زاد بھائی سے شادی کروائی اس سے افضل تو آپ میں سے کوئی نہیں ہو سکتا۔ نہ آج ہو سکتا ہے نہ کل۔ اور یہ نہیں کہ وہ اس حالت میں نہیں تھے ایسی بات نہیں اس سے زیادہ خرچ کر سکتے تھے لیکن ایک مثال قائم فرمائی ہے جس پر ہم عمل بھی کر سکتے ہیں بعض مثالیں ایسی ہیں کہ ہمارے گناہ ان پر عمل نہیں کرنے دیتے۔ بعض مثالیں ایسی ہیں کہ ہمارے کردار ان پر بڑی مشکل سے، اس پر لا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین : آپ ذرا مختصر کر لیں عالی صاحب۔

جناب جمیل الدین عالی : بہت اچھا جناب۔ یہ تو بہت سیدھی سی بات ہے اس میں میرا خیال ہے کہ حزب اختلاف نے بھی اب تک اختلاف کی بات نہیں کی۔ صرف انہوں نے ایک بات کہی جس کے حوالے سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس میں دو ترامیم پیش کی ہیں اور اس میں کئی حضرات ہیں، پہلی ترمیم میں چودہ حضرات کا نام ہے، اور دوسری پر پانچ ۔ پہلی میں وہ یہ کہتے ہیں گھر میں کھانے کی اجازت دے دی جائے۔ کہ گھر میں ڈیڑھ سو آدمی تک کا کھانا ہوجائے۔ جناب جس آدمی کا ڈیڑھ سو آدمی کے کھانے کے قبل اتنا بڑا گھر ہوگا اس کو قانوناً اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے، جس کا لان ہے، جس کے کمرے ہیں، وہ اپنے گھر میں پانچ سو آدمیوں کو بھی کھلا سکتا ہے اس کو تو قانون نہیں روک رہا ہے۔ لیکن اگر اس کو اس شادی سے منسلک کیا گیا تو حکومت غداری کی مرتکب ہوگی اگر وہ اس کا نوٹس نہ لے۔ وہ احتسابی کمیٹی غداری کی مرتکب ہوگی اگر وہ اس کا نوٹس نہ لے۔ حزب اختلاف نے دوسری تجویز یہ دی ہے کہ Clause 6 of the Bill omit کر دی جائے تو میرا خیال ہے کہ وہ بھی اسی ضمن میں آتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف کو صرف اختلاف کی خاطر ، مجھے امید نہیں کہ وہ اختلاف کی خاطر اختلاف کر رہے ہیں ان کا اپنا ایک مکتبہ فکر ہے لیکن میں ان سے دستہ بستہ گزارش کروں گا اور اس میں قائم علی شاہ صاحب جیسے بزرگ بیٹھے ہیں، اور میرے دوست تاج حیدر، یہ تمام reasonable لوگ ہیں ان سب کے بڑے خیالات ہیں، ان کا ماضی ہے۔ میں ان چند الفاظ کے ساتھ اس کی تائید کرتا ہوں۔ اور ان کی تجاویز کی تردید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر صفدر عباسی صاحب غیر حاضر، ڈاکٹر عبدالحئی صاحب آپ اس پر بول چکے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: نہیں جناب۔

جناب چیئرمین : آپ نہیں بول سکے ، اکرم شاہ صاحب آپ نہیں بول سکے ، پہلے پارٹی والے ہوجائیں، مختلف پارٹی والے ، تو میرا خیال ہے کہ پہلے حئی صاحب بول لیں۔ لیکن مختصر کریں، بل چھوٹا سا ہے تقریریں زیادہ لمبی ہو رہی ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : شکریہ جناب چیئرمین ، یہ جو میرج بل Prohibition of

wasteful expenses کے حوالے سے پیش ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مثبت اور اچھا بل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں شادیوں میں خاص طور پر ولیمہ کے اوپر بے شمار اخراجات کئے جاتے ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اخراجات اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ یہ کسی کی دولت کی نمائش، یا اس کی حیثیت کی نمائش کی حد تک اختیار کر گیا ہے۔ یہ ولیمہ حقیقتاً نہیں ہوتا ہے بلکہ اس طرح کا تاثر ملتا ہے کہ یہاں جو بڑے لوگ ہیں، دولت مند لوگ ہیں، امیر ترین لوگ ہیں، سرمایہ دار لوگ ہیں، جاگیردار ہیں ان کے حوالے سے، اپنے طور، اپنی حیثیت، اپنی قوت، اپنے اثرورسوخ کا سوسائٹی میں اظہار کے طور پر ولیمہ وغیرہ کیا جاتا ہے۔ یہ حقیقت اپنی جگہ پر موجود ہے کہ اس سماج نے ہماری راویات کو بری طرح متاثر کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں کردار کی بجائے دولت، لمبی لمبی گاڑیاں رکھنا، بڑے بڑے بنگلے، بڑی بڑی جائیدادیں، بڑے بڑے بنک بیلنس اس کو اپنے لئے بڑا پن سمجھتے ہیں۔ اس کو اپنے لئے حیثیت دیتے ہیں کہ یہ بڑے لوگ ہیں اور جو لوگ دولت کے لحاظ سے غریب ہیں، اور ان کے پاس بڑے بڑے بنگلے، جائیدادیں نہیں ہیں یا bank balances نہیں ہیں وہ ہماری society میں سب سے گرے ہوئے انسان یا نیچے انسان تصور کئے جاتے ہیں حالانکہ دنیا میں ایسا نہیں ہے دنیا میں ہمیشہ values جو ہیں وہ moral values اہم ہوتے ہیں ان کی اہمیت ہوتی ہے۔ دولت اور جائیداد کی اہمیت نہیں ہوتی، کردار کی اہمیت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری society جو ہے مجموعی طور پہ پستی کی طرف جا رہی ہے۔ یہاں امیر ترین اور غریب ترین کا اظہار ہے وہ ان ولیموں میں بھی نظر آتا ہے اور ایسا معلوم ہو تا ہے کہ have and have nots کے درمیان بہت بڑا gap ہے اور یہ ولیمے اس کا اظہار کرتے ہیں جو دولت کی نمائش ہو تی ہے۔ جہاں چار، چار ہزار، پانچ، پانچ ہزار کے قریب لوگ دعوت میں بلائے جاتے ہیں تو اس طرح سے ایک تو سماج کے اندر وہ جو ایک دولت کے پیچھے جو ایک لگن ہے اس کا اظہار ہوتا ہے اور اس دولت کی وجہ سے نچلے جو طبقے ہیں، عام جو لوگ ہیں ان میں بھی corruption جو ہے اس طرح سے چلی جاتی ہے کہ بھئی سب کا معیار یہی ہے کہ دولت ہو اور پیسہ اور جاہ و جلال ہو اور اس طرح سے ہم اپنی مرضی کے اوپر شہ خرچیاں کریں تو اس کے لئے ظاہر ہے ناجائز ذرائع جو دولت کمانے کے ہیں سامنے آتے ہیں۔

ایک تو اس میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ کم از کم حکومت نے اس بل کے ذریعے یہ ایک اچھی مثال قائم کی ہے کہ کم از کم قانون کی حد تک جو ہے، اگر لوگ احترام

کریں۔اول تو اس ملک میں احترام بہت کم ہے، قانون کا احترام اور قانون پر عملدر آمد، یہاں میں ہمیشہ کہہ چکا ہوں۔ پہلے بھی کہتا رہا ہوں کہ مراعات یافتہ طبقہ جو ہے وہ ملک میں قانون سے بالاتر ہے لیکن خدا کرے کہ یہاں قانون پر عملدر آمد ہو۔ اصولاً یہ اچھی بات ہے مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بل نامکمل ہے۔ مکمل اس کو اس طرح سے ہونا چاہئیے کہ ایک میرج بل کا یہ پہلو ہے کہ اس میں دوسرا ایک اور problem ہے، مختلف societies میں، ہمارے پاکستان میں وہ یہ ہے کہ ایک جگہ پر جہیز کا بہت بڑا بوجھ ہے۔ جہیز کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جہاں غریب لوگ نہیں پہنچ پاتے، جہاں بہت سے غریب گھرانے کی بچیاں ہوتی ہیں۔

(interruption)

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے کہ اگر آپ بل پہ confine کریں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جی ہاں میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے ساتھ ہو جائے۔

جناب چیئرمین ۔ وہ تو علیحدہ بل ہو گا ناں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! اگر یہ اس کے ساتھ ہوتا تو مناسب تھا۔ یاولور کا رواج ہے۔

جناب چیئرمین۔ یعنی بل سے رکھیں ناں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ وہی عرض کر رہا ہوں جناب اگر یہ میرج کےحوالے سے تھا ناں۔ جناب اگر اس کو مکمل کیا جاتا، جہیز اور ولور جہاں لوگ بیچارے پیسہ دے کر اپنے لئے منگنی کا بندوبست کرتے ہیں اس کا بھی اگر اہتمام ہوتا تو یہ ایک اس لحاظ سے مکمل بل ہوتا۔ جناب اس میں ایک نقص ضرور ہے وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس بڑے بڑے بنگلے ہیں، محلات ہیں جو دو ہزار گز، تین ہزار گز، چار ہزار گز ان کو پھر بڑی چھوٹ دی گئی ہے کہ وہ اس میں، اس چار دیواری کے اندر جتنا بھی وہ چاہیں levish ولیمہ کا انتظام کر سکتے ہیں، ایسے لوگ بہت ہیں۔ آپ بھی جانتے ہیں، ہم بھی جانتے ہیں جناب چیئرمین صاحب! کہ اس ملک میں جو بڑے بنگلوں والے لوگ ہیں وہ اپنے مہمانوں کو گھر کے اندر بھی اتنی بڑی تعداد میں بلا سکتے ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ یکساں ہونا چاہئیے جب آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ پابندی سب کے لئے تو بڑے بڑے محلات میں جو لوگ رہتے ہیں ان کے لئے بھی یہ پابندی ہونی چاہئیے۔ ان کے اوپر

بھی یہ قانون لاگو ہونا چاہئیے تاکہ وہ جو بڑے بڑے محلات ہیں وہاں نہ کریں۔

تیسرا میں یہ عرض کروں گا کہ قانون کے حوالے سے جناب والا! یہ ایک اچھی رسم ہو گی لیکن اس کے لیے ہمیں publicity کرنا ہوگی، لوگوں کو رضاکارانہ طور پر اخبارات کے ذریعے، ٹیلیویژن کے ذریعے اور دوسرے جو ہمارے ذرائع میڈیا ہیں انکے ذریعے ان کو سمجھانا ہو گا کہ یہ ان کے مفاد میں ہے کیونکہ بہت سی جگہوں پہ لوگ اپنے طور پر بھی سوچتے ہیں یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہمارا خوشی کا موقع ہے یہ بھی حکومت نے ہم سے چھین لیا۔ ایک ہی تو موقع ہوتا ہے، بیٹا یا بیٹی کی شادی وہ بھی حکومت کہتی ہے کہ میری مرضی سے ہو۔ Actually ملک کے اندر یہ جو منفی رجحان ہے، میں سمجھتا ہوں کہ publicity کے ذریعے اس کو بھی بہتر کیا جا سکتا ہے۔ دوسری میری گزارش یہ ہوگی کہ یہ جو ولیمہ وغیرہ سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں بہت پیچ چلا رہے ہیں وہ ٹینٹ والے اور خیمہ والے اور برتن والے، باورچی ہیں۔ ان کے لئے بھی کوئی متبادل ذریعہ معاش ہونا چاہئیے، متبادل طور پر سوچنا چاہئیے۔ یہ جو ملک کا بے پناہ پیسہ اس طرح سے ولیموں کے ذریعے ضائع ہوتا رہا ہے یا جہاں have اور have nots کی جو نمائش ہے وہ جو غریب لوگ ہیں وہ بڑے ترس کر دیکھتے ہیں کہ بھئی ہمیں ایک وقت کی سوکھی روٹی نہیں ملتی ہے یہاں لاکھوں روپے رات کی دعوت پر خرچ کیے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ جو عام لوگ ہیں ان کو بھی تھوڑا سا جو ہے آرام ملے گا۔ وہ لوگ بھی بیچارے اس عذاب سے نکل پڑیں گے کہ قرضے لے کر، ادھار لے کر جو وہ اپنی بچیوں کی شادی یا بیٹوں کی شادی پر خرچ کرتے تھے وہ بھی بچائیں گے، عام لوگ اس سے اس طرح سے استفادہ کر سکیں گے۔ بشرطیکہ جو بڑے بڑے محلات میں ہیں ان کو بھی قانون کے ذریعے منع کیا جائے کہ وہ بڑی دعوتیں نہ کریں۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ جی۔ جی جناب شفقت محمود صاحب۔

جناب شفقت محمود ۔میں آپ کا مشکور ہوں۔ سب حضرات کااس بل کے اغراض و مقاصد پر اتفاق ہے ۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ لوگ اپنی دولت کے سہارے نمودو نمائش کرتے ہیں جس سے سوسائٹی میں تفرقہ بڑھتا ہے ۔ لیکن میں دو تین aspect پر حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے اور کل اس کا ذکر بھی کیا گیا لیکن میں اس کو دوہرانا چاہتا ہوں کہ قوانین حقیقتاً کسی معاشرے کے اندر جو اتفاق رائے ہوتا ہے، اس کی نمائندگی

کرتے ہیں۔ کچھ ایسے احساس ہوتا ہے کہ یہ جو قانون بنایا جا رہا ہے وہ اس معاشرے کے اندر ایک اتفاق رائے کی عکاسی نہیں کررہا اور جب ایسا قانون بنے جو کے معاشرے کے اتفاق رائے کی عکاسی نہ کرے تو پھر وہ ایک برا قانون یا جسے انگلش میں bad law کہتے ہیں اس کو تصور کیا جاتا ہے ۔ اور bad law یا برے قانون کی جناب ایک خصوصیت یہ ہے کہ برا قانون اس کو enforce کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے اور اس وقت بھی ہماری statute books کے اوپر ایسے بے شمار قوانین ہیں کہ اگر ان کو غور سےدیکھا جائے تو آج تک کبھی صحیح طریقے سے enforce نہیں ہوئے ہیں ' اس لئے کہ ان پر سوسائٹی میں اتفاق رائے نہیں ہے اور کئی ایسی چیزیں بھی ہیں جن کے بارے میں قوانین کوئی نہیں ہیں لیکن معاشرہ اپنے طور پر کیونکہ اس پر اتفاق رائے سمجھتا ہے تو ان پر ایک حد لگا دیتا ہے قدغن لگا دیتا ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ یہ ایک ایسا قانون ہے جس پر اتفاق رائے نہیں ہے اور دوسرا اس کو implement کرنا بہت مشکل ہو گا صرف اس وجہ سے کہ اس پر اتفاق رائے نہیں ہے ۔ تو اس میں میری ایک تجویز ہے حکومت کے لئے اور یہ بڑی اہم تجویز اس لحاظ سے ہے کہ ہمیں ایک precedence پارلیمنٹ میں بنوانا چاہیئے کہ یہ ایک سوشل ایشو ہے اور اس سوشل ایشو کے اوپر جو hitch ہے اس کو ہٹا لینا چاہیئے ۔ حکومت نے شادی کے اخراجات کم کرنے کا ایک proposal دیا ہے لیکن حکومت یہ کہے کہ ہماری خواہش ہے کہ یہ کم ہوں ۔ ہماری خواش ہے کہ لوگ خرچہ نہ کریں اور یہ نمود و نمائش نہ ہو ۔ لیکن ہم یہ پارلیمنٹ پر چھوڑتے ہیں کہ وہ بغیر hitch کے' پارٹی لائن سے ہٹ کر' کمیٹی میں بیٹھ کر اس کو دیکھیں کہ کون کون سی چیزیں ہیں جس پر پارلیمنٹ میں اتفاق رائے ہے یا نہیں ہے اور کون کون سی چیزیں ایسی ہیں جن پر اتفاق رائے ہے ۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اس بل کی تفصیل دیکھیں تو دو تین چیزیں ہیں جن کے اوپر اتفاق رائے نظر آتا ہے۔ مثلاً ڈیکوریشن ہیں یا یہ لائٹنگ ہے یا یہ پٹاخے ہیں اس چیز کے اوپر ایک اتفاق رائے ہے کہ یہ کچھ لوگوں نے اپنے لحاظ سے خرچہ کرنے کے لئے اور شو شا کرنے کے لئے یہ جو ایک ایک میل تک بتیاں لگائی جاتی ہیں اور یہ سب کچھ کیا جاتا ہے۔ یہ بری چیز ہے یہ ایک ایسی نمائش ہے جس کو ختم ہونا چاہیئے اور اس کا قانون سے احتساب کرنا چاہیئے۔

دوسرا میں سمجھتا ہوں کہ جس چیز کے بارے میں اتفاق رائے شاید ہے وہ یہ ہے کہ جو مہمانوں کی تعداد ہے اس کو محدود کرنا چاہیئے۔ اگر آپ ہوٹل میں انتظام کرتے ہیں یا کہیں

کرتے ہیں تو اس کی ایک تعداد مقرر کی جائے ۔میرے خیال میں مثال کے طور پر پانچ سو کا ایک figure لے لیں کہ ٹھیک ہے پانچ سو کی تعداد سے زیادہ مہمان نہیں ہو سکتے اور جتنی آپ کی واقفیتیں ہیں، جتنے آپ کے لوگ ہیں ان سب کو بلائیں۔ مجھے یاد ہے مثلاً سینٹ میں یا نیشنل اسمبلی میں ہمارے کسی بھائی کے بھائی بہن بیٹی کی جب شادی ہوتی تھی ۔تو چار سو کارڈ ساڑھے تین سو کارڈ تو صرف یہاں تقسیم ہو جاتے تھے اسلئے کہ وہ بھی یہ محسوس کرتے تھے کہ لوگ کہیں گے کہ ہمیں بلایا نہیں ۔ تو اگر یہ تعداد جو مہمان کی ہے اس کے اوپر ایک limit لگا دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اتفاق رائے ہو گا۔ لیکن جناب جس چیز پر اتفاق رائے نہیں وہ ہے کھانے کے معاملے میں ۔ میرے خیال میں اس پر بھی اگر غور کیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ ٹھیک ہے جو بہت نمائشی کھانے ہیں ۔ اس میں بھی اتفاق رائے ہے۔ لیکن بالکل کھانا نہ دینا میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اتفاق رائے نہیں ہے۔ کچھ ہمارا معاشرہ ایسا ہے ۔ کچھ ہمارے دیہات کے طور طریقے ہیں ۔ لوگ صبح آتے ہیں، دوپہر کو کہیں شادی کے لئے پہنچتے ہیں۔ شام کو واپس جانا ہوتا ہے تو بڑا مشکل ہے۔ اس طرح یہ ناممکن ہے ۔ تو اگر آپ قانون بنا بھی لیں گے تو اس کو enforce کرنا impossible ہو گا ۔ اور معاشرے میں ایک بے چینی پیدا ہو گی ، ہلچل پیدا ہو گی ۔ اس لئے میرا یہ خیال ہے کہ اس کے اندر جو one dish والا concept کافی دیر سے مختلف چیزوں میں چل رہا ہے کہ سرکاری دعوتوں میں one dish ہو اور باقی چیزوں میں one dish ہے تو میرا خیال ہے کہ اس کو one dish تک محدود کیا جا سکتا ہے تاکہ جو لوگ دور سے آتے ہیں ان کو کچھ نہ کچھ تو کھانے کو ملے اور لوگوں کی ایک خواہش ہے کہ اپنے مہمانوں کی کچھ تواضع کی جائے تو ون ڈش کی حد تک کیا جائے۔ اس سے کچھ حد تک وہ جو مسئلہ پیدا ہوا ہے کہ جتنے caterers ہیں اور باقی لوگ ہیں وہ بےروزگار ہوگئے ہیں ، پوری طرح تو نہیں لیکن کچھ حد تک اس مسئلے کا تدارک ہو سکے گا۔

جناب والا! میں دو باتیں اور کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد میں آپ سے اجازت لوں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو ترمیم حزب اختلاف نے دی ہے میں سمجھتا ہوں یہ بڑی غور طلب ترمیم ہے کہ باقی چیزوں پر تو پابندیاں لگ گئیں لیکن آدمی اپنے گھر میں اگر وسیع گھر ہے یا وسیع لانز ہیں یا آج کل farm houses کا ایک concept آیا ہوا ہے مثال کے طور پر اسلام آباد کے اردگرد لوگ فارمز میں رہتے ہیں ۔ لاہور اور باقی جگہ پر بھی ایسا ہو رہا ہے ۔ تو اگر دس

ایکڑ کا فارم اسلام آباد کے باہر ہے تو میں پانچ ہزار آدمیوں کو وہاں کھانا دے سکتا ہوں۔ تو یہ ایک imbalanced سی بات ہے۔ ایک انداز میں آپ کہہ سکتے ہیں balance بہت امیر لوگوں کی طرف shift کر گیا ہے۔ اس پر غور کرنا چاہیئے کہ یہ imbalanced ہے، یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی پابندی باہر ہے تو وہی پابندی گھر کے اندر بھی موجود ہونی چاہیئے۔ وگرنہ یہ ایک duality ہوگی جو کہ معاشرے کے لئے درست نہیں ہے۔

جناب والا! میری آخری بات احتساب کمیٹیوں کے متعلق ہے۔ احتساب کمیٹیوں کا تصور درست ہے ٹھیک ہے معاشرے کے اندر ایک ایسی فورس ہونی چاہیئے جو کہ سرکاری ملازمین کو اور باقی لوگوں کو برائیوں سے روکے لیکن اس میں بڑے غوروفکر اور کاشن کی ضرورت ہے۔ اس لئے کاشن کی ضرورت ہے کیونکہ میرا لوکل لیول پر یہ تجربہ ہے کہ جو احتساب کمیٹیاں بنیں گی یہ ایک قسم کی سپر باڈیز بن جائیں گی اور تھانیداروں اور انتظامیہ کو جا کر ڈرائیں گی۔ ڈرانا چاہیئے لیکن اگر وہ صحیح راستے پر لگیں اور ہمیں اتنے نیک اور پرہیزگار لوگ سارے ملک میں مل جائیں جو اپنا کام انتہائی فرض شناسی سے کریں پھر تو درست ہے لیکن معاشرے میں اچھے لوگ بھی ہیں برے لوگ بھی ہیں اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو یہ positions misuse کریں گے اور خاص طور پر اگر آپ نے احتساب کمیٹیاں وسیع تعداد میں بنائی ہیں تو ان میں بہت سے لوگ ایسے بھی آ سکتے ہیں جو اپنی پاور میں اضافہ کرنے کے لئے اس پوزیشن کو استعمال کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نہ صرف شادیوں میں ہی لوگوں کو جا کر ہراساں کریں گے کہ تم نے چائے کے ساتھ ایک بسکٹ کھلا دیا اور لوگوں کے ساتھ کوئی حساب کتاب شروع ہو جائے گا بلکہ وہ بیوروکریسی اور انتظامیہ کو جا کر تنگ کریں گے۔ تو اس سے ایک قسم کی فاشزم کی صورت پیدا ہو سکتی ہے کیونکہ ہم نے تاریخ دیکھی ہے۔ آپ نازی جرمنی کو دیکھیں کہ جو real impact ہوتا تھا فاشسٹس کا وہ لوکل ایریاز پر ہوتا تھا۔ لوکل کمیٹیز تھانیدار بن کر بیٹھ جاتی تھیں اس پر غور کرنا چاہیئے یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔ اور حکومت کے ہاتھ سے بھی یہ چیز نکل سکتی ہے۔ ایسی چیز ہے جو کنٹرول نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے احتساب کمیٹیوں کو انچارج بنانا کہ آپ جا کر دیکھیں کہ کسی نے کھانے میں کیا دیا ہے کیا نہیں دیا۔ اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے میری حکومت سے پھر استدعا ہے مشیر قانون یہاں بیٹھے ہیں کہ خدارا! اس بحث کو صرف ایک خانہ پری کے طور پر نہ لیں کہ تجاویز آ رہی ہیں لیکن ہم نے تو

ایک مسودہ بنا دیا ہے اور اس کو ہم نے پاس کرنا ہے نہیں ، جو تجاویز خلوص سے آ رہی ہیں ان پر غور کریں اور اس بل کی ان کے مطابق ترمیم کریں۔

جناب چیئرمین۔ اکرم شاہ صاحب۔

جناب اکرم شاہ خان۔ شکریہ جناب چیئرمین ! Prohibition of Wasteful Expenses on Marriages and Ceremonies. جناب والا! یہ بل جو حکومت نے پیش کیا ہے یقیناً اس کے مقاصد بڑے نیک ہیں اور شادی بیاہ کے موقع پر فضول خرچی کو روکنا ہے ۔ جہاں تک اس بل کا تعلق ہے یہ یقیناً ہمارے عوام کے لئے فائدہ مند ہے ۔ ہمارے ملک میں جو رواج بن گیا ہے کہ لوگ شادی بیاہ کے موقع پر لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر دیتے ہیں ، تاکہ اس خرچے کی بچت ہو اور اس کا مصرف کسی اور نیک یا اچھے کام میں ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس وجہ سے ہمارے معاشرے میں لوگوں کے درمیان ایک مقابلے کا رجحان اور لوگوں کو ایک دوسرے سے اپنے آپ کو بڑا ثابت کرنے کا رجحان ہے وہ بھی تھوڑا سا کم ہو جائے گا۔ لیکن جناب چیئرمین! جیسا کہ ہماری روایات ہیں ہماری سوسائٹی ہے اس میں آپ Bill کا جو title ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ شادی بیاہ کے موقعوں پر روکنا یا ممنوع قرار دینا تو جناب چیئرمین! ایک سادہ کھانا یا کھانا پینا ہے وہ فضول خرچی میں شمار نہیں ہوتا اور ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جب اس کے مہمان آئیں تو ان کی ذرا خاطر تواضع کی جائے تو جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مہمانوں کو کھانا کھلانے پر پابندی نہیں ہونی چاہئے کیوں کہ کھانا کھانا فضول خرچی میں نہیں آتا البتہ اس کھانے کو آج کل جو شکل دی جاتی ہے اس پر جتنے خرچ کئے جاتے ہیں اس پر جتنی زیادہ dishes ہوتی ہیں اس کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ فضول خرچی ہے البتہ یہ ہے کہ ہماری شادی بیاہ اور دیہاتوں میں اور علاقوں میں جہاں دور دراز سے آپ لوگوں کو بلاتے ہیں اور سارا دن بٹھا کر ان کو بغیر کھائے پیئے واپس بھیج دینا یقیناً کوئی شادی بیاہ میں جائے گا ہی نہیں ۔ اصل مسئلہ ہمارا یا اصل مقصد اس بل کا یہ ہے کہ شادی بیاہ کے موقع پر فضول خرچی کو کنٹرول کیا جائے اور دوسری میری گزارش یہ ہے جناب چیئرمین! کہ یقیناً لوگ تقریبات میں جاتے ہیں کچھ خوشی کی تقریبات ہوتی ہیں کچھ ایسی تقریبات ہوتی ہیں جو کہ غم کی ہوتی ہیں تو ایک فرق ہونا چاہئے کہ میں شادی میں جا رہا ہوں یا کسی فاتحہ

خوانی میں جا رہا ہوں اور شادی میں جاؤں گا تو وہاں کچھ کھانے پینے کو ملے گا یقیناً۔

دوسری میری گزارش یہ ہے جناب چیئرمین! کہ یہاں پر میں نے اس بل میں خود بھی ایک ترمیم دی ہوئی ہے جس میں یہاں پر لکھا گیا ہے کہ آپ اپنے گھر میں جتنے بھی مہمان چاہیں ان کو کھانا کھلا سکتے ہیں۔ اصل میں جناب چیئرمین! انہی بڑے گھروں میں تو فضول خرچیاںہوتی ہیں، انہی بڑے بڑے بنگلوں میں یا جیسے شفقت محمود صاحب نے فرمایاکہ لوگوں کے یہاں پر farm houes ہیں جس میں آپ دو ہزار، چار ہزار لوگوں کو بھی کھانا کھلا سکتے ہیں تو اس بل کے پیش کرنے کا جو بنیادی مقصد ہے وہ یہ ہے کہ شادی بیاہ کے موقع پر جو فضول خرچی ہوتی ہے اس کو روکنا ۔اب جناب چیئرمین! ایک غریب آدمی کے گھر میں جہاں آٹھ دس آمیوں سے زیادہ بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے وہاں شادی میں تو فضول خرچی نہیں ہوتی یا اگر کسی کے گھر میں جگہ نہیں ہے اور اس کے گلی یا محلے میں کوئی tent لگا لیا ہے سو ڈیڑھ سو لوگوں کو کھانا کھلا دیا ۔ اصل میں فضول خرچیاں تو جو بڑے بڑے ہوٹلوں میں، شادی گھروں میں، یا بڑے بڑے بنگلوں میں ہوتی ہیں، اس میں زیادہ خرچہ ہوتا ہے تو اس میں میں نے ترمیم بھی پیش کی ہے، اس میں میں نے گزارش یہ کی ہے کہ گھر کے اندر بھی کھانا کھلایا جائے تو اس میں بھی مہمانوں کی تعداد پر پابندی ہو جو کہ سو یا ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ ہو اور وہاں پر گھر کے اندر بھی جو کھانا کھلایا جائے اس میں بھی پابندی ہو کہ وہاں پر فضول خرچی نہ ہو بلکہ ایک قسم کی وہاں پر dish پیش کی جائے تا کہ یہ جو wastage ہے اس سے ہم بچ سکیں اور دوسری بات یہ ہے کہ جو خصوصا ہمارا مڈل کلاس طبقہ ہے نچلے طبقے کے لوگ ہیں وہ دیکھا دیکھی، دوسروں کے شادیوں پر جب وہ زیادہ خرچہ کرتے دیکھتے ہیں تو وہ بھی کرتے ہیں اور زیادہ قرض دار ہو جاتے ہیں اور ساری عمران کو مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

تو جناب چیئرمین! جہاں تک بل کا مقصد ہے یقیناً ان کا مقصد بڑا نیک ہے البتہ اس میں تھوڑی سی تبدیلیاں کرنی پڑیں گی تا کہ اس کی اصل روح اور جو اصل مقصد ہے بل کا کہ فضول خرچی نہ ہو اس کا حصول ہو اور لوگوں کو سماجی مشکلات درپیش نہ آئیں تو اس کے لئے اس پر دوبارہ غور کیا جا سکتا ہے کہ گھر کے اندر جو مہمانوں کو کھانا کھلانا ہے وہاں پر بھی مہمانوں کی تعداد fix کی جائے کہ اتنے مہمان ہوں گے اور وہاں پر جو کھانا کھلایا جائے گا اس پر بھی یہ پابندی ہونی چاہئے کہ وہ ایک dishسے زیادہ نہ ہو ۔ شکریہ جناب چیئرمین !

جناب چیئرمین: شکریہ جی ۔ انور بھنڈر صاحب you wanted to say something on this Bill?

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No, sir.

جناب چیئرمین: اچھا۔ قاضی انور صاحب اب بہت مختصر جی please ۔

Qazi Muhammad Anwar: Sir, we only support the Bill.

یہ بہت اچھا بل ہے controversialہے ہی نہیں بہت اچھا بل ہے جناب ۔

جناب چیئرمین: اچھا آپ support کرتے ہیں ۔ انور کمال صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے ۔

جناب انور کمال خان مروت۔ جناب میں بل کو support کرتا ہوں میں کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں کروں گا لیکن ایک بات گورنمنٹ کے نوٹس میں لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس مقصد کے لئے یہ بل پیش کیا گیا ہے وہ ہے unhealthy trend of huge expenditure اور wastage کا لیکن میرا ذاتی تجربہ ہے جناب والا! پچھلے دنوں جب سے یہ بل introduceہوا ہے اور اس دوران پرائم منسٹر صاحب نے جب سے اعلان کیا ہے اور یہ پابندی عائد کی ہے ہم محسوس کر رہے ہیں کہ اس بل کی افادیت ختم ہو رہی ہے وہ اس طریقے سے کہ ہوٹلوں میں ابھی بھی ایک کپ چائے کے لئے آپ کو -/235 روپے individual, per head وہ چارج کر رہے ہیں۔ یہ جو کھانوں پر لاکھوں اور کروڑوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں اس trend کو ختم کیا جائے۔ اب اگر ایک چائے کے کپ کو serve کرنے کے لئے بھی آپ کو 200 یا -/235 روپے یا soft drinks کے لئے بھی آپ کو -/235 روپے ادا کرنے ہوں گے تو میرا خیال ہے کہ جس مقصد کے لئے بل introduce ہوا ہے وہ مقصد ختم ہو جائے گا۔ ہم اس بل کی سپورٹ کرتے ہیں لیکن گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ ان ہوٹلوں اور ریسٹورانٹس پر یہ پابندی عائد کریں کہ کم ازکم reasonable حد تک چارجز ہوں۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب مسعود کوثر صاحب۔ ذرا آپ اختصار سے کام لیں۔ ویسے آپ کی پارٹی کا نکتہ نظر بڑی وضاحت سے آ گیا ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب والا! اس میں بڑی اہم باتیں ہیں۔ آپ ہماری بات سن لیں باقی آپ لوگوں کی مرضی ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ کو بلایا تھا آپ نہیں تھے۔ جی جناب مسعود کوثر۔

سید مسعود کوثر۔ جناب چیئرمین ! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بہت مختصر بولنے کی اجازت دی ہے۔

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے کوئی ایسا ڈسپلن ہو جائے ناں کہ پارٹی کا نکتہ نظر پارٹی کا لیڈر یا کوئی ایک شخص بول دے تو آسانی ہو جائے گی۔

سید مسعود کوثر۔ جناب ! میں آپ کی اس بات کے حوالے سے دوسری بات بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ سینٹ میں پارٹیوں کی نمائندگیوں کے ساتھ ساتھ صوبوں کی نمائندگی بھی ہے اور اپنے اپنے صوبے کے حالات کے مطابق بھی ہم اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ ہر پارٹی سے ایک ہو جائے اور ہر صوبے سے ایک ہو جائے تو پھر بھی بات بن جائے گی۔

سید مسعود کوثر۔ چلیں ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین۔ چلو اس پر تو اتفاق ہو گیا۔

سید مسعود کوثر ۔ جناب والا! میں بڑا مختصر طور پر عرض کروں گا ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ شادیوں کے موقع پر بے جا اخراجات نہ کئے جائیں اس پر تو کسی شخص کا بھی اختلاف رائے نہیں ہو سکتا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں جناب والا! کہ بعض لوگ بڑے issues کو چھوڑ کر چھوٹے issues کو لے لیتے ہیں ۔ جب جناب وزیر اعظم نواز شریف صاحب نے پہلی تقریر کی تھی غالباً اس میں انہوں نے اس کا ذکر کیا تھا اور مجھے یوں لگتا ہے کہ شاید اسی حوالے سے اس قانون کو پاس کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جناب والا! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جیسے کہا بھی گیا ہے اور میں اس کو ایک فقرے میں دہراؤں گا کہ جتنا کم قانون ہو اتنا ہی کسی ریاست کے لئے بہتر ہوتا ہے اور ایسے قوانین نہیں بنانے چاہیئں جن قوانین پر صحیح طور پر اور پورے طور عمل نہ ہو سکے اور جس کی violation عام طور پر ہو سکے ۔ آپ نے دیکھ

لیا اور اس طرف سے بھی ابھی ہمارے ایک معزز رکن نے یہ بات کہی تھی اور میرا اپنا ذاتی مشاہدہ ہے کہ جب سے یہ سلسلہ شروع ہوا ہے لوگ چوری چھپے اس کو violate کر رہے ہیں اور اس قسم کی شادیاں ہو رہی ہیں جن میں بہت سے لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں جناب والا! اس سے زیادہ سنجیدہ مسئلے جو ہیں ان کی طرف موجودہ حکومت توجہ نہیں دے رہی ہے۔ مثال کے طور پر اس ملک کا اس سے کہیں زیادہ سنجیدہ مسئلہ اس ملک کی پاپولیشن کو کنٹرول کرنا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ کوثر صاحب بل پر بات کریں ناں وگرنہ تو there are so many issues. تو آپ principles of bill پر بات کریں۔ آپ جانتے ہیں کہ at this stage you are supposed to talk on the principles of the bill.

Syed Masood Kausar: Sir, I am just comparing the priorities of this Government

کہ جو بڑے issues ہیں ان کو چھوڑ کر چھوٹے issues کی طرف جا رہی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ issue بھی ٹھیک ہے لیکن اس سے بڑے issues موجود ہیں ان کی طرف خدا را آپ توجہ دیں ۔ آپ کو معلوم ہے کہ جب پاکستان بنا تھا اس کی سوا تین کروڑ آبادی تھی اور ابھی 2000 میں اس کی آبادی پندرہ کروڑ افراد کی ہو جائے گی ۔ جناب والا ! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو wasteful expense ہے ۔ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ ہر سال کتنی گندم آپ کو امپورٹ کرنی پڑتی ہے اور یہ بھی ایک لحاظ سے ایک خطرناک صورتحال بن رہی ہے۔ دوسری بات جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں جیسے کہا گیا ہے کہ یا تو آپ اشخاص کی تعداد پر پابندی لگا دیں کہ کتنے سے زیادہ لوگوں کو نہیں بلایا جاسکتا ، ورنہ وہ تمیز ختم ہوجاتی ہے ، جس مقصد کے لئے یہ قانون بنایا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین۔ ملک صاحب پلیز no disturbance۔

سید مسعود کوثر۔ جناب ! کم از کم کچھ تعلیمی معیار بھی ہونا چاہیئے ، سینٹ میں آنے کے لئے صرف فلور مل کا مالک ہونا ضروری نہیں ہے۔ تو جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے اس قانون کو violate کیا جانے کا امکان ہے اس لئے اس میں ترمیم یہی کرنی

چاہیئے کہ یا تو جتنے بھی آپ invitees بلاتے ہیں ان کی تعداد پر کوئی قدغا ہونا چاہیئے، کوئی پابندی ضرور ہونی چاہیئے۔ ورنہ جیسے کہا گیا ہے کہ بڑے بڑے گھروں میں لوگ ہر قسم کے پروگرام کر سکیں گے۔

تیسری بات جناب والا! وہ ہے احتساب کمیٹیوں کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے اب تک جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے وہ اس قسم کا سلسلہ ہے کہ سیاسی لوگوں کو فائدہ پہنچایا جائے ، جناب والا! آٹے کے سلسلے میں احتساب کمیٹیاں ہیں اور ایم پی ایز کے ذریعے آٹا تقسیم کیا گیا اور پھر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لوگ جو ان احتساب کمیٹیوں میں ہوتے ہیں وہ تقریباً بلیک میلرز بن جاتے ہیں اور وہ اس قسم کی چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں احتساب کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس کو آپ cognizable or non-cognizable جو بھی offence بناتے ہیں اس میں کم از کم احتساب کمیٹیاں جو ہیں وہ نہیں ہونی چاہئیں۔ کیونکہ ابھی تک احتساب کمیٹیوں کا جو ہمارا تجربہ ہے وہ یہ ہے کہ اس میں سیاسی rivalries کو، انتقام کے طور پر اسے استعمال کیا جاتا ہے اور اس سے میرے خیال میں عام لوگوں کو اس بل سے کوئی فائدے کی بجائے نقصان ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ یہ سوشل معاملہ ہے اور جو ہمارے حکومتی لوگ ہیں ان کو اپنی طرز زندگی میں کوئی تبدیلی لانی چاہیئے۔ ابھی حال ہی میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس ملک کے وزیراعظم صاحب کو دہیمنگوانے کے لئے بھوربن سے ایک ہیلی کوپٹر گیا اور اس ہیلی کوپٹر میں دہی لائی گئی۔ تو جناب والا! اگر ایک طرف، اس ملک کے وزیراعظم کے لیے بھوربن سے ہیلی کوپٹر میں دہی آتی ہے تو غریب لوگوں کے اوپر میرے خیال میں اس قسم کی پابندیاں نہیں کرنی چاہئیں۔

Mr. Chairman : Please, Please order in the House.

سیدمسعود کوثر ۔ ادھر جناب والا! عام لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اس قسم کی باتیں کی جا رہی ہیں ابھی وقت آ گیا ہے، کہ ہم سنجیدگی سے اپنے ملک کے جو سنجیدہ مسئلے ہیں اس پر سنجیدگی سے کام کریں اور اس قسم کی gimmicks جو ہیں اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک کو اور اس معاشرے کو کوئی خاص فائدہ نہیں ہوگا اور اس قسم کے اگر بل لائے بھی جائیں تو اس کی کوئی افادیت بھی نہیں ہوگی۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین ۔ صفدر علی عباسی صاحب بہت مختصر جناب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب اگر پانچ سات منٹ زیادہ دے دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین ۔ اگر بل پر آپ بولیں تو میں نہیں بولوں گا۔ Two things don't repeat any argument given by any other member and no topic other than this.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ شکریہ جناب چیئرمین ' یہ جو بل سامنے لایا گیا تھا جیسے میں نے پہلے عرض کی کہ گو کہ قومی اسمبلی کے معاملات میں کوئی interfere نہیں کرسکتے لیکن وہاں تو وطیرہ یہ بن گیا کہ جی ہر چیز' Rules of Business کو suspend کر کے زبردستی ٹھوس کر ہمارے پاس بھیجی جاتی ہے کیونکہ یہ بل نیشنل اسمبلی سے ریفر ہو کر ہمارے پاس آیا ہے۔ وہاں پر جس طریقے سے یہ بل پاس کیا گیا ہے اور جس انداز میں کیا گیا میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ کم از کم پارلیمنٹ کی کوئی وقعت بڑھانے کے لئے نہیں ہے۔ یہ بل ہمارے پاس آیا ہے' اس بل کے بہت سے اچھے پہلو بھی ہیں ۔ مثلاً fire کی illumination ہے ' کریکرز ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بالکل شادی کے حوالے سے بھی یا کسی اور حوالے سے بھی۔

جناب چیئرمین ۔ شفقت محمود صاحب نے بھی یہی بات کہی تھی ۔ اب دہرا رہے ہیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ آپ میری بات سن لیں۔

جناب چیئرمین ۔ میں نے یہی کہا تھا۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب کوئی بات نہیں اگر آج بل نہیں تو کل پاس کر دیں گے۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں ' نہیں یہ آج کرنا ہے' This has to be done today. I can't delay this any more, it has to be done today.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ ٹھیک ہے جناب ہم دو بجے تک بیٹھیں گے' ڈھائی بجے تک بیٹھیں گے جتنے بل ہیں وہ پاس کروائیں۔ جناب میں یہ عرض کروں گا کہ اس پر تو کوئی اعتراض نہیں ہوتا''لیکن بات یہ آرہی ہے کہ جو قوانین اچھے ہوتے ہیں ' لیکن قوانین میں جب discrimination آجائے وہاں پر ساری خرابی پیدا ہو جاتی ۔ اب میں لاہور میں جناب' غالباً اس

زمانے کی بات ہے جب یہ نیا نیا بل ordinance کی صورت میں جب یہ promulgate ہوا۔ لاہور، شاہدرہ میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک بہت غریب کارکن کی شادی تھی ۔اس وقت نیانیا بل بنا تھا اور ڈر اور خوف کا عالم تھا۔ اس صورت حال کے پیش نظر باراتی ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں اس طرح نہیں کہوں گا کہ جیسے فاتحہ پڑھ رہے تھے البتہ وہ بے یارومدد گار بیٹھے ہوئے تھے ۔وہاں نہ کوئی lighting تھی اور نہ ہی کوئی شامیانہ تھا ۔ان کے پاس کچھ کھانے کے لئے بھی نہیں تھا اور مہمان گوجرانوالہ اور دیگر دور دور جگہوں سے آئے ہوئے تھے ۔وہ ان کو کسی جگہ نہ تو بٹھا سکتے تھے اور نہ ہی ان کو کچھ کھلا سکتے تھے اور نہ ہی کوئی خدمت کر سکتے تھے ۔ اسی طرح کوئی دو تین ہفتے بعد اسی شہر لاہور کے اندر ایک اور شادی attend کی جو کہ گھر کے اندر تھی ۔ اس میں وہ تمام لوازمات موجود تھے جو کہ شادی میں نظر آتے ہیں ۔وہاں چہل پہل تھی ۔ illumination تھی؛ کھانے وغیرہ ، سب کچھ تھا تو یہ ایک discrimination جب سامنے آئے گی تو پھر discrimination میں چیز خراب ہو جاتی ہے۔ discrimination جب یہ ہو کہ میاں نواز شریف کا بیٹا یہاں اپنا ولیمہ نہ کرے اور یہ لندن میں کرے تو پھر یہ لوگوں میں propagation ہو گی ۔

جناب چیئرمین۔ یہ بل لندن میں apply نہیں کرتا ہے ۔

میاں رضا ربانی۔ جناب والا! نہ کرے، میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ discrimination ہے ۔ میں یہاں کی بات کرتا ہوں ، جیسے یہ کہ آپ کوئی قانون بنا دیں، اور مسعود کوثر صاحب نے صحیح بات کی ہے کہ۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ جی جناب رضا ربانی صاحب۔

میاں رضا ربانی۔ آپ quesion- question کہہ رہے ہیں لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جب آپ نے اپنا قانون یہاں بنایا اور اس کے تحت یہاں ولیمہ نہ کریں اور ولیمہ لندن جا کرکریں تو یہ انتہائی غیر مناسب ہے اور جو lavish ولیمہ لندن میں ہوا ہے، اس کے بارے میں لندن کی اخباروں نے بھی رپورٹ کیا ہے۔ جن لوگوں نے اس ولیمہ میں شرکت کی ہے انہوں نے بھی ہمیں بتایا ہے۔ جب یہاں discrimination ہو گی تو پھر لوگوں کو افسوس ہوگا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ دوسری بات جو میں کہنا چاہ رہا تھا وہ یہ ہے کہ جناب والا! ان کو مجھ سے بہت پیار ہے ، ان کو interrupt کرنے دیں۔

جناب چیئرمین۔ حاجی صاحب ، please بات کرنے دیں۔ Do not interrupt the honourable member۔

میاں رضا ربانی۔ میں پھر کہوں گا کہ ہمارے خالد انور صاحب بہت ہی قابل وکیل ہیں۔ لیکن جو دو بل ہمارے سامنے آئے ہیں ، ان کو پاس کرانے پر ان پر افسوس ہے۔ Service Tribunal Act جس طرح پاس کیا گیا' وہ آپ کے سامنے ہے ۔ معاملہ Civil servants کا تھا اور amend Service Tribunal Act کو کر دیا گیا۔ یہاں پر بھی آپ دیکھیں کہ ایک کمیٹی کی Definition دی جا رہی ہے کہ احتساب کمیٹی۔ خدارا! وہ احتساب کمیٹی تو ابھی بنی نہیں ہے ، اس احتساب کمیٹی کے لئے آج بھی' یہاں آپ نیچے پارلیمنٹ ہاؤس میں چلے جائیں ۔ اس کمیٹی کا اجلاس ہو رہاہے۔ اس احتساب کمیٹی کے مسئلہ پرمسلم لیگی ایک دوسرے کا گلہ کاٹ رہے ہیں۔ جب ممبر کمیٹی میٹنگ سے باہر آتے ہیں تو راجہ صاحب آپ ان کی باتیں سنیں۔ میں سن کر آیا ہوں آپ بھی سنیں۔ یعنی legislation کے اندر آپ ایک ایسی کمیٹی کو include کر رہے ہیں جو کہ ابھی بنی ہی نہیں ہے۔ اس احتساب کمیٹی کے اندر ایم این اے کی ایم پی اے سے لڑائی ہے اور ایم پی اے کی لوکل مسلم لیگیوں سے لڑائی ہے۔ اگر آپ تحصیلوں میں چلے جائیں تو احتساب کمیٹیوں کے سلسلے میں مسلم لیگ کے ورکرز ایک دوسرے کے خلاف ڈنڈے لے کر کھڑے آپ کو نظر آئیں گے ۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ بالکل ، اسی لئے آپ آج تک ان کمیٹیوں کو بنا نہیں سکے ہیں ۔ احتساب کمیٹیوں کی announcement آج سے دو ماہ پہلے کی گئی ہے ۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ راجہ صاحب جیسے آدمی میری بات میں interfere کر رہے ہیں ۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ آپ تقریر فرمائیں ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ آپ جناب اس بل کی Statements and objects and reasons پر آ جائیں ۔

A safeguard has been provided that police does not interfere in the occasions. Police will not interfere in the occasions.

Section (6) says: The provincial government shall by notification in the official gazette constitute an Ehtesab Committee for each sub-division. They feel a 'palka' which shall in accordance with the rules made under this Act responsible for implementation of the provisions of this Act.

جناب والا! اب احتساب کمیٹی یا مسلم لیگی ورکر جا کر لوگوں کی شادیاں کریں گے۔ یہ وہاں جا کر دیکھیں گے کہ وہ شادیوں میں باراتیوں کو کیا دے رہے ہیں۔ پانی پلا رہے ہیں' کھانا کھلا رہے ہیں' illumination ہے یا نہیں ہے۔ جناب والا! میں ان کو بتا رہاہوں کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس سے مسلم لیگ کی حکومت بدنام ہو جائے گی ۔ میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ یہ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اس کے بعد جو احتساب کمیٹیاں بنیں گی اور اگر آپ نے ان کی اس قسم کی چیزوں میں interference کرائی تو اس کے بعد جو کچھ ہو گا وہ آپ کے minus point میں جائے گا۔ میں اس میں کچھ نہیں کہتا' میری عرض صرف اتنی ہے کہ یہ احتساب کمیٹی یعنی ایک ایسی چیز کو آپ اس بل میں introduce کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔جس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے اور اس کی definition بھی کوئی نہیں ہے۔ Ehtesab Committee is not defined in this Bill میں پھر request کروں گا کہ خالد انور صاحب بڑے ماہر وکیل ہیں جب بھی لیجسلیشن آئے وہ مہربانی کریں کوئی اچھی لجسلیشن لے کر آئیں۔اس کا طریقہ ٹھیک رکھیں ۔ہم پھر ان کو کہتے ہیں کہ آپ کی اچھی لیجسلیشن کو ہم support کریں گے۔ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جو ایکٹ ہے اس میں کوئی خرابی نہیں ہے ۔ بنیادی طور پر آپ کی جو لیجسلیشن definitely ہوگی اس کی implementation بھی ہو گی۔میں ابھی سے آپ کو وارننگ دے رہا ہوں ۔ کل کو یہ نہ کہیں گے کہ اپوزیشن نے ہمیں warn نہیں کیا۔thank you very much

جناب چیئرمین۔ شکریہ، جی جناب ڈاکٹر بلیدی صاحب۔

جناب پرویز رشید۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین۔ no point of order please کام پہلے ختم کرلیں۔ جی بلیدی صاحب۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ جناب میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھا بل ہے ۔میں اس کو support کرتا ہوں۔ کیونکہ اس ملک میں ایک کلچر ہے ایک روایت ہے کہ بڑے بڑے آدمی اور بڑے بڑے لوگ ارب پتی ، کروڑ پتی بڑے بنگلوں والے یہ جب شادیاں کرتے تھے تو وہاں بڑے اخراجات کرتے تھے اور چھوٹے لوگ حیران تھے کہ ہم کس طرح ان کا مقابلہ کریں ۔میں سمجھتا ہوں کہ نواز شریف کا یہ اقدام بہت اچھا ہے ہم اس کی support ضرور کریں گے۔ کیونکہ اسلام میں بھی اسراف ناجائز ہے ۔اسلام کا بھی یہی حکم ہے کہ کم خرچ کرو۔اس کو اگر لاگو کیا جائے اور ایک حد تک خاص کر پنجاب اور سندھ کے کچھ علاقوں نے اس کو قبول بھی کیا ہے اور بڑے بڑے اجتماعات میں اس کے بارے میں خوشی کا اظہار کیا گیا ہے ۔واقعی نواز شریف نے اس کے لئے جو حکم دیا تھا۔اس دن سے لوگ اس کو تسلیم کر رہے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر اگر عملدرآمد ہو ، صرف زبانی جمع خرچ نہ ہو، یہ صرف غریبوں کے لئے نہیں بلکہ ایم ۔ این ۔ایز ، سینیٹرز اور وزیر صاحبان ، وزیراعظم ، صدر اور یہاں جو بڑے بڑے لوگ رہتے ہیں۔تو ان کے لئے بھی یہ عمل قابل عمل ہو تو پھر اس کا اچھا نتیجہ نکلے گا۔اگر احتساب کمیٹیاں صرف غریب کے بارے میں رپورٹ درج کریں گی کہ اس نے بڑا خرچ کیا اور جو بڑے بڑے ارب پتی ہیں ، جو وزراء ہیں اور جو بڑے حکومتی اہلکار ہیں۔وہ بڑے ہالوں میں بندوبست کریں اور کروڑوں روپے وہاں خرچ کریں۔ان کے لئے کوئی قانون نہ ہو ،تو میں سمجھتا ہوں تو اس ملک میں قانون ہے تو صرف غریب کے لئے ہے اور یہ بل بھی غریب تک ہی محدود رہے گا۔بڑے لوگ اس میں نہیں آئیں گے۔میں اس ہاؤس میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خدارا ! یہ ایک اچھا بل ہے اور ایک اچھی روایت ہے۔ اس پر اگر عملدرآمد ہو تو اس ملک میں غریب بھی رہتے ہیں، امیر بھی رہتے ہیں۔ تاکہ دونوں میں جو فرق ہے وہ ختم ہو جائے۔ اور غریبوں کو پتہ چلے کہ اگر ہم کم خرچ کرتے ہیں تو ہمیں کوئی طعنہ نہیں دے گا یا کوئی یہ نہیں کہے گا کہ آپ کے پاس پیسہ نہیں تھا۔پہلے وہ بیچارے قرضہ بھی لیتے تھے اور ناجائز خرچ کرتے تھے۔اس بل سے وہ چیز ختم ہو

جاتی ہے اور اس لعنت سے بھی بچ جاتے ہیں کہ لوگ مجھے طعنہ دیں گے ۔دوسری طرف بڑے لوگ بھی اس پر عملدرآمد کریں اور میں چاہتا ہوں کو نواز شریف صاحب دوسرے فیلڈز میں بھی بسم اللہ کریں ۔ گاڑیوں کی سواریوں کا جو مسئلہ ہے ۔بڑے بڑے پجارو اور لینڈ کروزر میں لوگ سوار ہیں ۔ 50/50 لاکھ روپے کی گاڑیوں میں لوگ سوار ہیں اگر وہ ایک معیار مقرر کریں۔ ہندوستان کا وزیر اپنے ملک کی بنی ہوئی گاڑی میں سفر کرتا ہے لیکن ہمارے ہاں جو معمولی سیکرٹیری یا ڈائریکٹر ، کمشنر ، ایم این اے، سینیٹر وہ ۵۰ لاکھ ، ایک کروڑ تین کروڑ کی گاڑیوں میں سوار ہوتا ہے۔ہم اس بل کو خوش آمدید کہتے ہیں اور اس کا خیر مقدم کرتے ہیں ۔ہم وزیر اعظم سے یہ امید کرتے ہیں کہ وہ آگے دوسرے معاملات میں بھی کم خرچ کے لئے بل لائیں گے۔تاکہ اس ملک میں پہلے جو کچھ ہوتا رہا ہے۔ اس کا تدارک ہو جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین ۔ گورنمنٹ کی طرف سے any comment, do you like to say anything on this Khalid Anwar sahib.

Mr. Khalid Anwar: Two brief comments sir, first of all sir I appreciate the fact, the honourable Senator Abbasi said and other honourable Senators also even from the opposition, that there is a sense that there was a social problem. It was affecting society as a whole and I think this is probably the sense of the House also that some legislation was called for, great hardship was being caused to when a middle class people, lower class people because they failed to oblige by social pressure to incur unnecessary expenses in relation to marriages sir. So on that we are happy that they support the principles underlying the bill. One can understand that there can be differences of opinion on minor points. Just one technical, legal argument that was raised by the honourable Senator. Sir the position is in relation to the "Ehtesab Committees" which have not yet been formed. Fundamentally this is not just a problem limited to this bill sir. We always have this problem that if there are two inter related Laws and one refers to another

then inevitably one has to be passed and then the second has to be passed. So that is a technical problem. The question was a valid question but I can assure the honourable Senator, we will try and do that as soon as possible.

چوہدری شجاعت حسین :جناب والا!

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔آپ کچھ اسی پر کہنا چاہ رہے ہیں ۔

چوہدری شجاعت حسین : جی ہاں جناب ۔

جناب چیئرمین۔فرمائیے ۔

چوہدری شجاعت حسین :جناب والا!میں یہ کہنا چاہوں گا کہ عباسی صاحب نے ابھی کہا تو میں یہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ میاں نواز شریف نے ہی سب سے پہلے اس ملک کے اندر مثال قائم کی تھی کہ شادیوں کے اوپر بیجا قسم کے اخراجات ختم کئے جائیں اور شادیوں کے اوپر اخراجات کی ممانعت اور پابندی لگائی جائے ۔ جہاں تک انہوں نے ولیمے کی بات کی ہے تو وہ ولیمہ پاکستان میں ہوا تھا اور اس میں انہوں نے صرف اپنے خاندان کے لوگوں کو مدعو کیا تھا ، کسی اور کو مدعو نہیں کیا تھا ۔ یہ ریکارڈ کی درستگی کے لئے میں کہنا چاہتا تھا ۔

INTRODUCTION OF BILLS:- (i) PROHIBITION OF WASTEFUL EXPENSES ON MARRIAGES AND CEREMONIES, 1997.

Mr. Chairman: It has been moved by the Minister Incharge of Religious Affairs, Zakat & Ushar and Minorities Affairs that the bill to provide for the Prohibition of Wasteful Expenses on Marriages and Ceremonies related thereto, the marriages prohibition of wasteful expenses bill 1997, as passed by the National Assembly be taken into consideration.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Next I will take up the matters clause by clause, there is no amendment to clause II. Therefore, I will put clause II before the House, the question is that clause II do form part of the bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The question is that clause III form part of the bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: There is an amendment to clause iv in the name of several Senators

کوئی ایک move کردے ۔ آپ کریں گے۔ جی فرمائیے۔

Dr. Safdar Ali Abbasi: I will move it. Sir I beg to move that in clause iv in sub Clause II for the occurring at the end, the following be substituted. Namely, "so always that the number of persons in each such occasion in a private house shall not exceed one hundred and the number of dishes serve shall not exceed two".

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Syeda Abida Hussain: It is being opposed.

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے عباسی صاحب ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب میں اس پر اتنا عرض کرنا چاہوں گا ۔ کافی ساری باتیں تو Ist. reading میں اس issue پر ہو چکی ہیں ۔ میں نے جناب یہ ترمیم بنیادی طور پر اسی بنیاد پر دی تھی کہ یہ جو discrimination ہو رہی ہے ۔ اس میں کم از کم حکومت یہ ضرور کرے۔ ترمیم کو تو بے شک انہوں نے reject کرنا ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اسے اپنی brute majority کے زور پر reject کردیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ discrimination کرنا

ہے ۔ آپ بے شک اس ترمیم کو رد کردیں ۔ لیکن وہ عوام کے اندر جو غریب لوگ ہیں جو ان کے دل کے اندر ایک کیفیت پیدا ہو رہی ہے آپ اس کو ختم نہیں کر سکیں گے ۔ تو میری آپ سے درخواست ہے کہ اس ترمیم کو آپ بے شک ختم کریں ۔ لیکن اگلی دفعہ کوئی ایسا بل لے کر آئیں تا کہ یہ جو discrimination ہے وہ ختم ہو سکے ۔

جناب چیئرمین۔ جی ترمیم پر تو سارے نہیں بولتے ہوتے۔ بہرحال جی اعتراز صاحب۔

چوہدری اعتراز احسن۔ جناب گزارش یہ ہے کہ اس بات پر تو ظاہر ہے دکھ بھی ہوا ہے اور تعجب بھی ہوا ہے کہ اتنی مفید ترمیم کی حکومت کی جانب سے مخالفت کی گئی ہے۔ تعجب اور دکھ اس لئے بھی ہوا ہے کہ جب بھی حکومت کوئی اچھی تجویز لے کر آئی ہے، خواہ تیرہویں ترمیم تھی، خواہ General Clauses Act 1897 والا تھا ۔ خوشدلی سے اور غیرمشروط انداز میں ہم نے ان کے حق میں ووٹ دیا ۔ ٹھیک ہے ان کے پاس اکثریت ایسی ہے کہ یہ جو چاہیں کرسکتے ہیں ۔ یہ سارے ملک میں جو چاہیں کرسکتے ہیں ۔ ان کے پاس قومی اسمبلی میں بھی اور سینٹ میں بھی اتنی زیادہ بھاری اکثریت ہے لیکن ہم آواز اٹھا سکتے ہیں ہم اعتراض کرسکتے ہیں ۔ ہم اختلاف کرسکتے ہیں۔ ہم کچھ تھوڑی سی تاخیر کرسکتے ہیں۔ لوگوں میں پروپیگنڈہ کرسکتے ہیں ۔ چونکہ ہم بھی آخرکار آواز اور رائے رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جب انہوں نے اچھا اقدام کیا ہم نے اس کی تعریف کی اور ان کا ساتھ دیا اب جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ اس ترمیم کا مقصد کیا ہے۔ صرف اتنا دیکھ لیں ۔ہماری ترمیم کا مقصدصرف اتنا ہے کہ جو آپ نے ایک پابندی لگا دی ہے، غریب پر، امیر پر کہ ہوٹل میں، شادی گھر میں، کسی پبلک جگہ پر، کسی عمومی جگہ پر آپ کوئی اگر شادی کی تقریب کرتے ہیں تو آپ کچھ کھلا نہیں سکتے۔ صرف بوتل پلا سکتے ہیں یا چائے کی پیالی ۔ اگر غیر امتیازی طور پر اس کے اوپر آپ عمل کریں گے تو چلئے یہ بھی ایک کار خیر ہو گا۔ ایک نیکی ہو گی۔ اچھی بات ہو گی کہ آپ نے اس پابندی کو پوری طرح موثر کیا ہوتا ہر ایک پر۔ لیکن آپ نے کیا قانون بنایا۔ آپ نے قانون یہ بنایا ہے کہ غریب ، جس کے گھر کے دو کمرے ہوتے ہیں ، جس کے باہر ایک گلی ہے اور اس گلی ہی میں وہ شامیانہ لگا کر دس بیس پچیس آدمیوں کو کھانا کھلا سکتا ہے اس پر تو پابندی لگ گئی۔ وہ بوتل کے علاوہ کچھ کھلا پلا نہیں سکتا۔

جناب چیئرمین - اب ترمیم پر آئیں۔

چوہدری اعتزاز احسن - میری گزارش جناب یہ ہے کہ میں اسی Amendment پر ہوں۔

جناب چیئرمین - دیکھیں normally not more than three minutes are allowed for a speech on the amendment

چوہدری اعتزاز احسن - جناب یہ تو بات نہیں ہے جناب گھنٹہ گھنٹہ یہ ---

جناب چیئرمین - آپ اس کو بہر حال مختصر کریں۔

چوہدری اعتزاز احسن - یہ جو آپ کا اپنا طریقہ اور Precedent رہا ہے یہ میں عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ ہم نے چاہا کیا ہے۔

جناب چیئرمین- لمبی بات نہ کریں you see ٹ Brief on this میں دیکھ لیتا ہوں لیکن normally not more than three minutes are allowed.

چوہدری اعتزاز احسن - جناب آپ اگر دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین - دیکھ لیتے ہیں۔

چوہدری اعتزاز احسن - پچھلا ریکارڈ دیکھ لیتے ہیں اس کے مطابق ہم کر لیں گے۔

جناب چیئرمین - نہیں what I am saying is that idea is to save time.

Ch. Aitzaz Ahsan: Sir idea is to make good laws, idea is not to save time.

جناب چیئرمین - میں جو کہہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ دیکھیں I have allowed you, whole of yesterday, whole of today , so you can't say کہ ٹائم نہیں ملا۔

چوہدری اعتزاز احسن - جناب آپ دیکھیں کہ اصل ترمیم پر تو اب آئے ہیں۔

جناب چیئرمین - کریں بات اس پر کریں، آپ تو ہسٹری بیان کر رہے ہیں۔

چوہدری اعتزاز احسن - نہیں جناب میں۔

جناب چیئرمین۔ اب ترمیم کی طرف آئیں کہ جی ہم نے یہ تجویز دی ہے کہ گھر کے اندر بھی restriction ہونی چاہئیے ۔اس کے حق میں دلائل دیں۔

چوہدری اعتزاز احسن - جناب میں ترمیم سے ایک لفظ بھی غیر متعلقہ نہیں بولا ہوں۔

جناب چیئرمین - ابھی تک تو you have not even come to that

چوہدری اعتزاز احسن - جناب ایک لفظ بھی میں غیر متعلقہ نہیں بولا ہوں۔ ترمیم چونکہ move ہوئی ہے اب میں بتاتا ہوں کہ ترمیم ہے کیا چونکہ یہ بتایا جا چکا ہے، مجھے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ آپ نے پابندی ہر ایک پر لگا دی میں ترمیم پر عرض کر رہا ہوں اور وہ شخص جس کے پاس صحن نہیں ہے اس نے گلی میں --

جناب چیئرمین - یہ بات تو آپ کر چکے ہیں - اب آگے آئیں ، آپ کہہ رہے ہیں کہ گھر کے اندر کوئی پابندی نہیں ہے۔

چوہدری اعتزاز احسن - جناب آپ سلسلہ توڑ دیں گے تو مجھے پھر وہ دو جملے دہراؤں گا۔

جناب چیئرمین - نہیں میں آپ کو جوڑ دیتا ہوں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ گھر کے اندر کوئی پابندی نہیں ہے - اس کے بعد عرض کریں۔

چوہدری اعتزاز احسن - آپ نہ جوڑیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین - میں نے اپنا فرض ادا کرنا ہے آپ اپنا کریں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - میں آپ کو بتا رہاہوں کہ اگر اس طرح قانون سازی ہونی ہے تو پھر ہم باہر جاتے ہیں۔ آپ خود کر لیں ۔

جناب چیئرمین - صفدر علی عباسی صاحب آپ بیٹھ جائیں you have not been given the floor , please Safdar Abassi Sahib, I will not allow this. Your leader is on

his legs, please let him speak

چوہدری اعتزاز احسن ۔ جناب اگر آپ اجازت دیں، میں خود ہی سلسلہ جوڑوں۔

جناب چیئرمین ۔ کریں جی I have got two other matters to dispose of

اس لئے کہہ رہا ہوں ۔اچھا ٹھیک ہے اگر آپ کو پرواہ نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے ۔

چوہدری اعتزاز احسن ۔ ہماری بنیادی ذمہ داری ہے کہ اچھے قانون بنائیں 'اور یہ ایسا قانون ہے جناب چیئرمین! جو میں سمجھتا ہوں کہ جس کو اچھا قانون بننا چاہئیے اور ہم نے زیادہ کام نہیں کیا۔ ہم نے یہ کہا ہے کہ اس غریب کو تو آپ نے روک دیا لیکن ایک صاحب ہیں جن کی دس کنال کی، بیس کنال کی کوٹھی ہے ' جن کا چھ کنال کا لان ہے 'ان کے بارے میں آپ نے یہ قانون بنا دیا ہے کہ وہ مستثنی ہیں۔ وہ اس قانون کی گرفت سے مکمل طور پر استثناء ہے کیوں کہ ان پر یہ لاگو نہیں ہو گا اپنے پرائیویٹ گھر میں آپ جتنے مرضی لوگ بلا لیں، جتنی مرضی ہے dishes کھلا دیں جتنا مرضی ان کی تواضع کر دیں جو بھی چاہے آپ ان کی خدمت کر لیں۔ جب تک کہ آپ اپنے گھر کی چار دیواری میں ہیں ۔اب چاردیواریاں کسی کی چھوٹی ہیں کسی کی بڑی ہیں۔ اس سے چھوٹے آدمیوں کے دل جلیں گے بھی ' اور بڑی شادیوں پر ہی زیادہ فضول خرچی ہوتی ہے ۔ تو قانون کا جو مقصد ہے کہ فضول خرچی کو ختم کیا جائے تو یہ ختم نہیں ہو گی، لہذا ہم نے ایک ان کو اتنی تجویز دی ہے کہ جو بڑے گھروں میں آپ نے استثنا دے دیا ہے ۔ اس سے اس پر تھوڑی سی حد یا قید لگا دیں so always that the number of persons at each such occasion in a private house shall not exceed 100 and the number of dishes served shall not exceed two جناب چیئرمین صاحب! انہوں نے اب بدقسمتی سے، یہاں تفریق صاف ظاہر ہے ' یہاں اپوزیشن غریب کی بات کر رہی ہے اور اپنے ہی طبقاتی کردار کی وضاحت کرتے ہوئے ' ان کو واضح کرتے ہوئے ' ان کو شفاف طور سے دکھاتے ہوئے، حکومت امیر کی بات کر رہی ہے ۔ یہاں پاکستان پیپلز پارٹی یہ گزارش کر رہی ہے کہ جو پابندی آپ غریبوں پر لگا رہے ہیں، اور بے شک لگائیں۔ آپ وہی پابندی امیروں پر ضرور لگائیں، خدا را لگائیں ۔ حکومت وقت یہاں یہ کہہ رہی ہے کہ اس ترمیم کی مخالفت کر کے کہ امیر ایک علیحدہ طبقہ ہے ۔ وہ پاکستان کے قوانین سے استثنا ہیں چونکہ جو تمام امراء ہیں ' جو تمام بڑے

ہیں، جو جناب چیئرمین صاحب! اس طرف بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ تفریق ، barrons of industry اس لئے مجھے تعجب ہوا ۔میرا خیال تھا کہ اپنے طبقے سے ہٹ کر اپنے ذاتی اور طبقاتی مفادات سے تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر ، دور رہ کر کے یہ تمام بھائی اور بہنیں جو مسلم لیگ کے اور دوسری پارٹیوں کے یہاں بیٹھے ہیں ۔ یہ اٹھ کر کہیں گے ، ہاں اپوزیشن والو! آپ نے ایک اچھی بات کی ہے ۔ ہم اس کی تائید کرتے ہیں ۔ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر جو پابندی غریب پر ہو ، وہی پابندی امیر پر بھی ہونی چاہئیے ۔ غریب کے ساتھ ابھی بھی امتیازی سلوک ہے کہ مکمل پابندی ہے ۔ ہم نے ان کو تھوڑا سا راستہ پھر بھی دیا ہے کہ یہ اپنے طبقاتی مفادات کو کچھ سلجھا لیں ، کچھ ان کو بچا لیں۔ اپنے بچوں کی شادیاں کر لیں لیکن سو آدمی اور دو ڈیشز ۔ میری توقع تھی ،مجھے یہ خیال تھا اور امید تھی کہ حکومت کی جانب سے اٹھ کر کہا جائے گا کہ یہ ہم سے ہوا غلطی ہو گئی ہے، over sight ہو گئی ہے ، ہم نے اس کو دیکھا نہیں ، اس طرف سوچا نہیں ، آپ نے اچھی بات کی ہے ۔جیسے آپ نے ہماری اچھی بات کو اچھا کہا ہے ۔ اس طرح آپ بھی اچھی بات کو اچھا کہیں ۔ ہم بالکل اس پر لبیک کہتے ہیں اور منظور کرتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ جی بیگم عابدہ صاحبہ ۔

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب والا! جو فاضل سینیٹر نے طبقاتی نوعیت کی تقریر کی ہے۔ میں اس سے بہت متاثر ہوں کہ انہوں نے شاید اپنا طبقہ بدل لیا ہو گا ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ان کی ترمیم پر ہم نے سنجیدگی سے غور کیا ہے اور چونکہ فاضل سینیٹر right of privacy اور basic fundamental rights کے بھی کسی زمانے میں بڑے داعی رہے ہیں۔ یہ appreciate کریں گے کہ کسی کے گھر کے اندر داخل ہو کر اور یہ قدغن لگانا کہ جی گھروالو! آپ نے کتنی ڈشز پکائی ہیں، اور آپ نے کتنے لوگوں کو بلایا ہے۔ جناب والا! یہ بنیادی طور پر right of privacy کے منفی بات جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو کسی کا رہن سہن ہوتا ہے ۔ اس کا عموماً رہن سہن اس کی جیب کے مطابق ہوتا ہے۔جیسے کہ مثلاً بلاول ہاؤس ہے۔ کیا وہاں کوئی معمولی طبقے کا ہو گا اور کیا وہ مختصر سی کٹیا ہوگی لیکن ہر ایک جو کہیں رہتا ہے ۔وہ اپنی حیثیت کو reflect کرتا ہے ، کہ اس کا economic status کیا ہے، جو وکیل بڑی بڑی فیسیں لیتے ہیں، حکومتوں سے بڑی بڑی فیسیں لیتے ہیں، وہ کیا چھوٹی چھوٹی کٹیوں میں رہتے ہوں گے ۔ جناب

والا! بات یہ ہے کہ جو کوئی جہاں رہتا ہے۔ اس کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندر۔ جس انداز میں اپنے گھر میں رہنا چاہے اور اگر اس کے ہاں کوئی شادی بیاہ کا موقع ہے تو اس کو حق ہے کہ وہ اپنے گھر کے دائرے کے اندر روٹی کھلائے۔ تو یہ سنجیدگی سے ان کی جو ترمیم برائے ترمیم فرضی کارروائی کے طور پر انہوں نے کی اس کا ہم نے نوٹس لیا اور اس فیصلے پر پہنچے کہ اس ترمیم سے یہ قانون کسی طریقہ سے بھی بہتر نہیں بنتا ۔ تو جناب والا! ہم نے اس کو اس لئے oppose کیا ہے۔

Mr. Chairman: So I will put the amendment to Clause 4 before the House. It has been moved by Mr. Aitzaz Ahsan, Mian Raza Rabbani, Mr. Hussain Shah Rashdi, Dr. Safdar Abbasi, Shaikh Rafique Ahmed, Mr. Shah Nawaz Khan, Mr. Ali Nawaz Shah, Mr. Ghulam Qadir Chandio, Syed Qaim Ali Shah, Syed Iqbal Haider, Mr. Taj Haider, Mr. Akram Shah, Dr. Abdul Hayee Baloch, Mr. Saifullah Khan Piracha that in Clause 4, in sub-Clause, 2 for the full stop occurring at the end , the following be substituted, namely :

"so always that the number of persons at such occasions in a private house shall not exceed 100 and the number of dishes served shall not exceed 2".

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: The amendment is rejected. Now I will put Clause 4 before the House. The question is that Clause 4 do form part of the Bill?

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 4 forms part of the Bill.

Dr. Safdar Ali Abbasi: Point of order, sir.

Mr. Chairman: No point of order while I am going through the clauses. No amendment to clause 5?

Dr. Safdar Ali Abbasi: Point of order, sir.

Mr. Chairman: Is it regarding what I am doing?

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ جناب اپوزیشن یہ سمجھتی ہے کہ جیسے آپ نے کہا کہ relevant رہیں ہم نے پوری کوشش کی کہ ہم relevant رہیں - اس طرف سے ذاتی attack کئے گئے - ذاتی attack کا جواب ذاتی انداز میں دیا جا سکتا ہے لیکن ذاتی attack کے خلاف ہم ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں -

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے ارکان واک آؤٹ کر گئے)

Mr. Chairman: O.K. The question is that Clause 5 form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 5 forms part of the Bill. Clause 6.

(اس مرحلے پر اپوزیشن واک آؤٹ سے واپس آ گئی)

Mr. Chairman: Your protest has been registered. Aitzaz Sahib in my opinion, prima facie clause 6

کی جو amendment ہے that is out of order for the reason that you have asked for Clause 6 to be omitted. Now you can do that by voting against that clause.

Ch. Aitzaz Ahsan: That is true, sir.

جناب چیئرمین: پھر تو بات ختم ہو گئی - The question is that clause 6 form part of the Bill. جی صفدر علی عباسی صاحب آپ کیا فرما رہے ہیں -

ڈاکٹر صفدر علی عباسی- تھوڑا سا precedence غلط ہو جائے گا -

جناب چیئرمین - کس طرح -

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - کہ یہ amendment accept ہو گئی ہے آپ کے سیکرٹریٹ میں تو we have to move it.

جناب چیئرمین: Accept تو تب ہو گی when I put it before the House.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب آپ ذرا میری بات سن لیں ۔ ذرا ٹھنڈے دل سے بات سنیں ۔

جناب چیئرمین، جی فرمائیں ۔

Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, this amendment has been admitted by the Senate Secretariat, it has to be moved, sir.

آپ بے شک دیکھ لیں جناب ۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, that is not the procedure. When an amendment is moved and when it comes before the House then it is decided whether it is in order or it is out of order.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب میں پھر یہ کہوں کہ it has been admitted by the Senate Secretariat.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب آپ بات سن لیں قانون کی بات ہے ۔

جناب چیئرمین، بات میں آپ کی سن لیتا ہوں ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ بات جناب یہ ہے کہ جب negation کی کوئی amendmentدی جاتی ہے تو وہ out of order ہوتی ہے' جیسے جناب نے فرمایا ۔

جناب چیئرمین ، دیکھیں صفدر عباسی صاحب یہ admission نہیں ہوتی it is circulated before the Members.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ لیکن ان کو حق ہے کہ اس بل کی opposition کر لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، نہیں نہیں وہ مقصد صحیح ہے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میں آپ کی بات بھی سن لیتا ہوں but I would not put it because it is inadmissible چلیں آپ اپنی

بات کرلیں ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ ٹھیک ہے جناب آپ ہماری بات سن لیں ۔

جناب چیئرمین، ہاں بات کرلیں آپ ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب جیسے میں نے عرض کی تھی کہ Clause 6 ' کے اندر ان ہی احتساب کمیٹیوں کا ذکر ہے اور میں سمجھتا ہوں اور میں پھر اپنے دوستوں کو یہ کہنا چاہوں گا کہ مہربانی کر کے جو Clause 7 ہے ' اس میں آپ نے offences کی سزا مقرر کر دی ہے اور naturally ان offences کی جو سزا ہوگی وہ کسی procedure court کے تحت ہو گی ' اس میں احتساب کمیٹیوں کا تصور ڈال کر آپ صریحاً اپنی پارٹی کے لئے اور اپنی allied parties کے لئے بُرا کریں گے ۔ میں آپ سے پھر درخواست کروں گا کہ اگر آپ اس چیز کو omit کردیں گے تو وہ basic جو fines ہیں یا جو سزائیں یہاں تجویز کی گئی ہیں ان پر کوئی فرق نہیں پڑے گا ۔ میری ان سے پھر request ہے کہ kindly ہماری اس amendment کو قبول کریں یا اگر قبول نہیں کرتے ہیں تو جب آپ وہ کلاز put کریں تو جس طرح ہم نے اس کو move کیا ہے ' اس طرح مہربانی کر کے اس کو omit کر دیں ۔ شکریہ جی ۔

Mr. Chairman: The question is that Clause 6 form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 6 forms part of the Bill. The question is that Clauses 7, 8 and 9 form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clauses 7, 8 and 9 forms part of the Bill. The question is that clause 1 which is Short Title and Commencement and the Preamble form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 1, Short Title and Commencement and Preamble

forms part of the Bill.

سیدہ عابدہ حسین صاحبہ آپ پڑھ دیں۔ Next motion

Syeda Abida Hussain: Mr. Chairman, I beg to move that the Bill to provide for the prohibition of wasteful expenses on marriages and ceremonies related thereto [The Marriages (Prohibition of Wasteful Expenses) Bill, 1997], be passed.

Dr. Safdar Ali Abbasi: Opposed.

Mr. Chairman: It is opposed. It has been moved by Begum Abida Hussain, Minister Incharge of Religious Affairs, Zakat and Ushr and Minorities Affairs that the Bill to provide for the prohibition of wasteful expenses on marriages and ceremonies related thereto [The Marriages (Prohibition of Wasteful Expenses) Bill, 1997], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands passed. Next Ch. Shujaat Sahib.

ii) Re: THE HEAVY INDUSTRIES BOARD BILL, 1997.

Ch. Shujaat Hussain: Sir, I beg to move that the Bill to establish a Heavy Industries Board Taxila [The Heavy Industries Board Bill, 1997], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: It has been moved by Ch. Shujaat Hussain , the Minister Incharge of Defence that the Bill to establish a Heavy Industries Board Taxila [The Heavy Industries Board Bill, 1997], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

بل ہے کیا اس کے متعلق ذرا بتا دیں۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب والا! یہ ایک بورڈ بنانے کے لئے کر رہے ہیں کیوں کہ اس وقت وہاں پر 9 Industries چل رہی ہیں اور سب کو علیحدہ علیحدہ handle کرنا کافی مشکل ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ایک بورڈ بنا دیا جائے ۔

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے پھر اس کو کل لینا ہے ۔ جی لون صاحب اس مسئلے پر تھوڑی سی بات ہو جائے۔

حاجی عبدالرحمٰن ۔ جناب میں سب سے زیادہ اہم بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پہلے نماز کا وقفہ ہوتا تھا اور اب نہیں کیا جاتا۔ ابھی ٹائم ہے اور پونے دو بج چکے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے آپ نماز پڑھ آئیں۔ جی لون صاحب۔

Justice (Retd.) Muhammad Afzal Lone: Mr. Chairman , Ishall try to be brief and endeavour to close my submissions today. Mr. Chairman, before dealing with the matter in issue, I may say a few words about the proceedings which conducted in the House yesterday. In the course of my submissions, I felt that some of the honourable members from the Opposition side were not happy over some of my arguments and there was an uproar on the side. Of course, in magnitude and intensity it was far more lesser than the one the House has suffered today. The fact of the matter is that perhaps on Monday in the House you asked me to express my views regrarding the production order and presumably there is a cogent reason for that. You are well aware that I am sitting inthis House as a Technocrat, as an expert in law and particularly on the constitutional side. The case involved interpretation of provisions of the Constitution and the Senate rules. Presumably, for this reason I was asked to express my views on the matter in issue. I may submit that whatever was said by me was said faithfully and tried to interpret the provisions to the best of my knowledge and ability. During the course

of the arguments, I alluded to the principles of collective responsibility in the context of frustration of the production orders issued by you and in that behalf I stated that Mr. Zardari has been at the helm of the affairs and if his inclusion in the Cabinet would attract the principle of collective responsibility and therefore, he cannot ask for a production order and if the discretion is to be exercised, he does not qualify for that. An objection was raised that he was not Minister at the relevant time. I have made an enquiry about it and I say without fear of contradiction that he took oath as a Federal Minister for Investment on 1st of August, 1996 and thereafter a number of production orders were issued by you.

جناب چیئرمین۔ یہ ذرا نوٹ کرلیں تاریخیں لکھی ہوں گی۔ صدر صاحب آپ نوٹ کرلیں یہ کہتے ہیں یکم اگست 1996ء کو انہوں نے حلف اٹھایا تھا۔

Justice (Retd.) Muhammad Afzal Lone: Yes, sir. He was administered oath as a Minister for Investment on 1st of August, 1996 and the production orders were issued thereafter, those on which I have been able to lay hand on dated 23rd September, 1996, in respect of Mr. Aftab Sheikh and Mrs. Nasreen Jalil, then next is, 7th October, 1996, 23rd October, 1996, 27th October, 1996, 28th September, 1996, 29th September, 1996, 12th January, 1997, they were all about Mr. Aftab Sheikh and Mrs. Nasreen Jalil. Now, you, Mr. Chairman, can verify these facts from the record of the Senate.

Mr. Chairman: And they were not honoured.

Justice (Retd.) Muhammad Afzal Lone: They were not honoured. These were not implemented.

جناب چیئرمین۔ یہ ذرا نوٹ کرلیں۔ آپ کی بات ابھی سنیں گے ناں، پہلے ان کو سن لیں۔

Justice (Retd.) Muhammad Afzal Lone: I have not included there in because I have not been able to lay hands on those orders which were issued in respect of the Committees. These are the orders which were issued by you, Mr. Chairman.

Now, coming to the matter and issue, I was making my submission that Rule 72 does not confer any right on the person who seeks his production before the House. It only confers, it only vest the Chairman with a power. So far as, the person, who seeks his production, is concerned, he has no right or privilege.

جناب چیئرمین۔ یہ تو میں نے میرے خیال میں اپنی رولنگ میں بھی کہا ہوا ہے۔

Justice (Retd.) Muhammad Afzal Lone: Yes sir, but just to refresh your memory, I have referred to PLD 1992 Karachi, full bench decision in a writ petition which was filed by Mr. Zardari and it was laid down, we are, therefore, of the clear view that neither Article 66 of the Constitution nor any other Article thereof confers privileges upon the members of the National Assembly as is being claimed by the petitioner. We are also of the clear view that no Law passed under sub-Article (2) of Article 66 of the Constitution nor any other convention or uses having the force of law confers the privilege upon a member of the National Assembly requiring that he should be compulsorily allowed or taken to attend the Session of the National Assembly, even when he is an under trial prisoner. So, therefore, there is no question of any privilege or right on the part of Mr. Zardari. As regards the powers conferred on the Chairman, I will submit that these are discretionary and while exercising the discretion the relevant factors before you will be that, what are the attending circumstances of the case? What is the nature and gravity of the allegation against the accused which sought to be brought

before the House. I will not elaborate the points but I am just trying to sum up that these are the two major elements to be kept in view while exercising the discretion. The discretion has to be exercised objectively and it is circumscribed further by the use of the word 'necessity'. The 'necessity', as I pointed out yesterday, is a question of fact and it needs a probe into the facts of the case, and circumstantial evidence can be taken into consideration. The other point which I placed before you sir, was that while drawing a conclusion from certain facts, although facts are not to be vagued singularly but are to be evaluated collectively. The facts which are to be evaluated in examining the question as to whether or not the production order should be issued or I will just sum up. Firstly, the first submission is that under Article 65, no person can sit in the House unless he has been administered the oath. Since the oath has not so far been made by Mr. Zardari,he is not a member.

No.2. Even if he is a member, Rule 72(a) is not attracted.

No.3. Why it is not attracted? Because it is discretionary and he does not qualify for exercise of the discretion in his favour for the reason which I have alrady explained..

No.4. That his presence is not necessary. The reasons that according to the provisions of Article 67, the House is complete even if there is some vacancy, the proceedings are not invalidated. Mr. Zardari is facing a number of criminal cases and is under trial. He should prove his innocence before the court and when he is declared innocent, he may proudly walk into this House to take the oath. So far as this House is concerned, it is being run quite smoothly and if he does not appear in the House for a couple of days more, God forbid, the heavens are not going to fall down. The situation reminds me of a verse of Mirza

Ghalib, permit me to cite it.

غالب خستہ کے بغیر کونسے کام بند ہیں
روئیے زار زار کیا کیجیئے ہائے ہائے کیوں

Thank you, sir.

جناب چیئرمین، شکریہ جی۔ یہ کل کرلیں گے اب دو بج گئے ہیں why not tomorrow?

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, I will be leaving in the evening.

چوہدری اعتزاز احسن، یہ بعد میں بحث کرلیں ، آپ ruling دے دیں۔ اس کے بعد بحث کرلیں۔

Mr. Chairman: Anyhow, we will look at this matter tomorrow. Mr. Sajid Mir, would you want to speak on this, please?

(interruption)

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Mr. Chairman, sir, my submission is that my relevancy in this case is this that my case has been repeatedly quoted before you. My name has been taken and right from the beginning , my submission has been that they cannot point out one single instance where the production orders either issued by you or issued by the Chairman of the Committee or any Chairman of the Committee for that matter, has been honoured. I have been always brought in this House on an application, ostensibly brought to us, addressed to the Superintendent of the Central Prison and then forged, further words added, without our knowledge, our signatures being there and that application then was presented to report. The file was examined by me after 23rd of January, when I was free on parol, I am still on parol, I was free, I went to the Court, I saw the file. Every application has been lodged like this and on each application there is a court order. I do not know howand why the Attorney General has not

been able to produce a record. All the record is lying in the Session Court of Hyderabad. All, total record is available there and then you can find out as to what is the worth of the paper that you have issued during the time when they were holding the reigns of the Government during the time when Zardari was a Minister of Investment and as widely pointed out that he was definitely, collectively responsible for the acts of the Government. Sir, I am not going into it, I have to only submit this but if you kindly hear me just now to make my submission.

جناب چیئرمین، آج تو اب وقت ہے نہیں، اعتزاز صاحب بھی would not like کہ ابھی بیٹھے رہیں نہیں، تہیں پھر دیکھ لیں گے جی۔

جناب آفتاب احمد شیخ ، جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ This is a matter, as rightly said by Senator Justice Lone, which requires your deep examination of some of the provisions of the Constitution Sir. More particularly the provision that relates to the oath, oath of a Senator.

جناب چیئرمین، نہ تو آپ آج بات کرنا چاہیں گے۔

جناب آفتاب احمد شیخ ، میں تو ابھی بات کرنا چاہ رہا ہوں، اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو پھر سہی۔

جناب چیئرمین، آج صفدر عباسی صاحب کو سن لیتے ہیں جی۔

(مداخلت)

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ، جناب چیئرمین! میری عرض ہے کہ شیخ صاحب پہلے ہی اس ایشو پر اٹارنی جنرل کی تقریر سے پہلے اور بعد، اپنا سارا مدعا تقریباً بیان کر چکے ہیں، اگر آپ ان کو مزید سننا چاہتے ہیں تو مہربانی کر کے آج سن لیں، اگر مزید نہیں سننا چاہتے ہیں تو 26 تک تو بہت دیر ہو جائے گی۔ ہماری طرف سے رضا ربانی صاحب اور اعتزاز صاحب صرف پانچ منٹ اور لیں گے، ان کی طرف سے بھی argument ختم ہو چکے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ان سے کہہ دیں کے آج بول لیں، نہیں تو 26 تک بہت لیٹ ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں رضا ربانی صاحب کو سن لیں،

I would like to hear Aitzaz Sahib and then Raza Rabbani Sahib because some of the arguments raised by Justice Lone Sahib relate to his arguments. I think, I would like to hear him as to what is the Constitution.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Mr. Chairman, my submission is that when I want to speak on the point , I would rather most humbly request you that Mr.Aitzaz Ahsan should be here and Mr. Raza Rabbani, because he made the main arguments from that side Sir.

جناب چیئرمین، چلیں دیکھ لیں گے۔

جناب آفتاب احمد شیخ ، نہیں بات یہ ہے کہ No, sir, no, no, I was to be heard on this floor. Absolutely, no sir.

جناب چیئرمین ، بہرحال وہ دیکھ لیں گے ، when the time will come. Any body else want to raise any other point .

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, I have got the photo stat of some documents.

Mr. Chairman: I don't think I have time to see.

جناب آفتاب احمد شیخ ، جناب بات یہ ہے کہ اب آپ ٹائم بڑا تھوڑا دیتے ہیں اس ایشو پر۔

جناب چیئرمین، دیکھیں ، آج دو بج چکے ہیں، اب کہاں تک آپ کی بات سنیں گے۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, the House of Commons have been working till late hours in the night.

Mr. Chairman: I know but we are not the House of Commons .

یہی تو فرق ہے جی' یہ پھر دیکھ لیں گے ----

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: I am not giving you of my right to make the submission . I will request you to accommodate me sir, I have got the very important business to attend to and therefore, I will submit that I may kindly be heard on 26th.

جناب چیئرمین، چلیں میں دیکھ لوں گا' I will look into this. پرویز صاحب آپ بھی پھر کل کر لیں، چلیں دیکھتے ہیں۔

We will have a look into this. Anything you have to say. Any other point, anybody wants to raise. No point. O.K. Then we will adjourn till tomorrow at 9.30. A.M.

[Then the House was adjourned to meet again on Friday, at 9.30 of the clock in the morning.]